بسم اللہ الرحمن الرحیم

لقد کان فی قصصہم عبرۃ لاولی الالباب

قصص الاولیاء

نزہۃ البساتین

ترجمہ اردو

روضۃ الریاحین

حصہ ہشتم

مؤلف: امام جلیل حبر نبیل ابی محمد عبد اللہ ابن اسعد یمنی یافعی

مترجم: حضرت مولانا اشرف علی تھانوی و حضرت مولانا ظفر احمد صاحب تھانوی

ناشر: ادارۂ تھانوی دیوبند یوپی

انڈیا

M.K.68

اضافات کے حقوق محفوظ

قصص الاولیاء	جلد ہشتم
صفحات	۱۲۸
تعداد	۱۰۰۰
قیمت	دو روپے -/۲
باہتمام	مختار علی ابن محمد علی رح

ناشر

ادارۂ تھانوی دیوبند

یوپی (انڈیا)

حضرت اُویس قرنی قدس اللہ سرہٗ کے بعض حالات اور امیر المومنین عمرؓ کی اُن سے دعا کی استدعاء۔

حکایت (۴۵۶) حضرت اسیر ابن جابر سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ کوفہ میں ایک محدث تھے جو ہمیں حدیثیں سُنایا کرتے تھے جب وہ حدیث بیان کر چکتے تو لوگ متفرق ہو جاتے تھے اور ایک جماعت بیٹھی رہتی تھی جس میں ایک شخص ہوتے تھے جو ایسی ایسی باتیں کیا کرتے تھے کہ ویسا کلام کسی کو کرتے میں نے نہیں سُنا میں بھی اُن کی باتیں سنا کرتا تھا پھر وہ غائب ہو گئے میں نے ساتھیوں سے کہا کیا تم اس شخص کو جانتے ہو جو ہمارے پاس بیٹھا کرتا تھا جس کی ایسی ایسی حالت تھی اُن میں سے ایک نے کہا ہاں میں اسے جانتا ہوں وہ اویس قرنی ہیں میں نے پوچھا کیا تم اُن کا گھر بھی جانتے ہو اُس نے کہا ہاں میں اُس شخص کے ساتھ گیا اور اُن کا حجرہ کھٹکھٹایا وہ میرے پاس حجرہ سے نکل آئے میں نے کہا بھائی صاحب کس چیز نے آپکو ہم سے روکا فرمایا برہنگی نے۔ میرے ساتھی اُن سے تمسخر کیا کرتے تھے اور اُنہیں ستاتے تھے میں نے کہا یہ چادر لو اور اسے اوڑھو کہا ایسا نہ کرو کیونکہ وہ لوگ مجھے ستائیں گے جب یہ چادر اوڑھے مجھے دیکھیں گے میں نے بہت اصرار کیا تو انہوں نے پہن لی اور لوگوں کے پاس مسجد میں آئے تو اُن لوگوں نے کہا کون ہے جس نے اسے چادر دیکر بہکا لیا ہے یہ سُن کر وہ شخص میرے پاس آیا اور چادر رکھدی اور کہا کیا تو نہیں دیکھتا ہے لوگوں کو چنانچہ میں مجلس میں آیا اور کہا اس شخص سے تم کیا چاہتے ہو اسے ایذا دیتے ہو ایسے شخص کو

ننگا ہونا کہ بہت سی تکلیف

جو کبھی پہنتا ہے کبھی برہنہ رہتا ہے ہیں نے انہیں خوب ہی برا بھلا کہا۔ اتفاقاً اہل کوفہ قاصد بن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اُن میں ایک ایسا شخص بھی تھا جو اویس قرنی سے تمسخر کیا کرتا تھا حضرت عمرؓ نے پوچھا کیا تم میں کوئی قرنی بھی یہاں ہے اس شخص تمسخر کرنے والے کو لایا گیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایک شخص یمن سے تمہارے پاس آئیگا جس کا نام اویسؒ ہوگا جس کا یمن میں ماں کے سوا کوئی نہ ہوگا اُن میں سپیدی تھی انہوں نے اللہ سے دعا کی تو اللہ نے ان سے وہ سپیدی دور کر دی صرف ایک درہم کے برابر باقی ہے تم میں جو اس سے ملے تو اس سے اپنے واسطے دعاء مغفرت کرائے۔ اس حدیث شریف کو بیان فرما کے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا وہ شخص یمن سے ہمارے یہاں آیا میں نے اُن سے پوچھا تم کہاں سے آئے ہو انہوں نے کہا یمن سے پوچھا تمہارا کیا نام ہے انہوں نے کہا اُویسؒ میں نے کہا یمن میں کسے چھوڑ آئے ہو کہا صرف اپنی ماں کو پھر میں نے پوچھا کیا تم میں سپیدی تھی اور تم نے دعاء کی تو وہ جاتی رہی اور اللہ تعالیٰ نے وہ تم سے دور کی کہا ہاں میں نے کہا میرے واسطے دعاء مغفرت کرو کہا کیا میرے جیسا آدمی آپ کے واسطے اے امیر المومنین[2] استغفار[3] کرے پھر حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ انہوں نے میرے واسطے مغفرت کی دعاء کی میں نے کہا تم میرے بھائی ہو مجھ سے جدا نہ ہو مگر وہ نرمی کے ساتھ میرے پاس سے چلے گئے اب مجھے خبر ملی ہے کہ وہ تمہارے یہاں کوفہ میں

[1] مذاق توہین کی غرض سے [2] مومنین کے سردار [3] طلب مغفرت

آگئے ہیں وہ شخص جو حضرت اویسؒ سے تمسخر کرتا تھا اور حقارت کرتا تھا اُس نے کہا کہ یہ شخص ہم میں سے نہیں ہے نہ ہم اسے جانتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ تم میں سے اور اُس کی حالت یہ ہے اور اُن کی حقیر حالت بیان فرمائی تو اُس نے کہا ہم میں اے امیر المومنین اویسؒ نامی ایک شخص ہے جس سے ہم تمسخر[1] کرتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا جلدی سے انہیں پالو اور اُنہیں راضی کرلو شاید تم کوشش کرکے انہیں نہ پاؤ گے جب وہ شخص لوٹ کے کوفہ کو آیا تو اپنے گھر جانے سے پہلے حضرت اویسؒ کے پاس گیا آپ نے فرمایا یہ تو تیری عادت نہ تھی تجھے کیا ہوا اس نے کہا کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو تمہارے حق میں ایسا ایسا کہتے سُنا ہے اے اویسؒ میرے واسطے مغفرت[2] کی دعا کرو آپ نے فرمایا کہ میں ایسا تو جب کروں گا کہ تم شرط کرلو کہ مجھ سے تمسخر نہیں کروگے اور حضرت عمرؓ کا قول کسی پر ظاہر نہ کروگے پھر اُس کے واسطے دعاء مغفرت کی۔ اسیر ابن جابر اس کے راوی بیان کرتے ہیں ہمیں چندہی روز گذرے تھے کہ یہ خبر کوفہ میں مشہور ہوگئی میں آپ کے پاس حاضر ہوا اور کہا اے بھائی میں آپ کو تعجب کی نظر سے دیکھتا ہوں ہم آپ کی قدر جانتے ہی نہ تھے فرمایا اس میں لوگوں سے بچاؤ تھا ہر شخص اپنے عمل[3] کی جزا[4] پاتا ہے پھر اُن میں سے بھی نکل گئے اور چلے گئے۔ اس قصہ کو ابن سعد نے حلیہ میں اور نیز بیہقی نے دلائل النبوۃ میں لکھا ہے اور ابن عساکر نے بھی روایت کیا ہے۔

[1] ٹھٹھا [2] بخشش [3] کئے ہوئے کام کی [4] بدلہ

حضرت عمر فاروق و حضرت علی رضی اللہ عنہما کی حضرت اویس سے ملاقات اور دعا کی درخواست۔ حکایت (۵۶۵)

ہیثم ابن سعید ضحاک ابن مزاحم سے اور وہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ دس سال حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت اویس قرنیؒ کو تلاش کرتے رہے اور پوچھتے رہے پھر ذکر کیا کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اے اہل یمن جو تم میں مراد کا رہنے والا ہو وہ کھڑا ہو جائے چنانچہ جو مراد کے رہنے والے تھے وہ کھڑے ہو گئے اور دوسرے لوگ بیٹھے رہے پھر دریافت فرمایا کہ تم میں اویسؒ ہے ایک شخص نے کہا امیر المومنین اویسؒ کو تو ہم نہیں جانتے لیکن میرا ایک بھتیجا ہے اُس کا نام بھی اویس ہے وہ بہت ضعیف اور حقیر آدمی ہے آپ جیسا آدمی ویسے آدمی کو دریافت نہیں کر سکتا، آپ نے پوچھا کیا وہ ہمارے حرم کے اندر ہے کہا ہاں وہ عرفات کے پہلوؤں میں ہے اور قوم کے اونٹ چراتا ہے چنانچہ حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ دو گدھوں پر سوار ہوئے اور اُن پہلوؤں میں پہنچے دیکھا تو وہ کھڑے نماز پڑھ رہے تھے اور لاغری سے اُن کا ایک عضو دوسرے عضو میں گھسا جاتا تھا اور سجدہ کی جگہ پر نظر تھی۔ جب انہیں دیکھا تو ایک نے دوسرے سے کہا جس کی ہم تلاش کر رہے ہیں اگر وہ کوئی ہے تو یہی ہے انہوں نے جب آپ کی آہٹ سنی تو نماز میں تخفیف[1] کی اور سلام پھیرا انہوں نے اُن کو سلام کیا انہوں نے جواب میں وعلیکما السلام ورحمۃ اللہ کہا انہوں نے پوچھا خدا تم پر

[1] کمی ۱۲

رحم کرے تمہارا نام کیا ہے کہا میں ان اونٹوں کا چرواہا ہوں فرمایا اپنا نام بتاؤ کہا ان لوگوں کا مزدور ہوں کہا نام کیا ہے کہا عبد اللہ۔ حضرت علیؓ نے فرمایا ہم جانتے ہیں کہ آسمان و زمین پر جو کوئی ہیں سب عبد اللہ ہیں میں تم کو اس کعبہ کے رب[1] کی اور اس حرم کے رب کی قسم دیکر پوچھتا ہوں تمہارا وہ نام کیا ہے جو تمہاری ماں نے رکھا ہے کہا اس سے تمہارا کیا مطلب ہے میں اویس ابن بدار ہوں فرمایا اپنا بایاں پہلو کھولدو انہوں نے کھولا تو اس پر درہم کی مقدار سپیدی تھی جو چمکتی تھی اور معیوب[2] نہیں معلوم دیتی تھی۔ حضرت عمر و علی رضی اللہ عنہما نے دوڑ کے اسے بوسہ دیا پھر اُن سے کہا کہ ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تمہیں سلام کریں اور تم سے دعا طلب کریں کہا میری دعا مشرق و مغرب کے سارے مسلمانوں کے واسطے ہے خواہ مرد ہوں یا عورت فرمایا ہمارے واسطے دعا کرو انہوں نے دعا کی انہیں بھی اور سارے مسلمان مرد و عورت کو بھی حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میں کچھ اپنے رزق و عطاء سے تمہیں دیتا ہوں جس سے تم اپنی حاجت روائی کرو کہا میرے کپڑے دونوں نئے ہیں، میرے جوتے ٹکے ہوئے ہیں اور میرے پاس چار درہم ہیں اور مجھے قوم سے بھی کچھ ملجاتا ہے یہ جب ختم ہوجائے گا تب آپ سے لیلوں گا کیونکہ جو شخص ایک ہفتہ کی امید کرتا ہے وہ پھر مہینے کی کرنے لگتا ہے اور جو مہینہ کی امید رکھتا ہے پھر سال کی امید کرتا ہے پھر انہوں نے لوگوں کے اونٹ اُن کے حوالے کئے اور اُن سے جدا ہوکر چلے گئے اس کے بعد انہیں نہیں دیکھا گیا۔ اس قصہ کو ابن عساکر نے روایت کیا ہے۔

[1] اللہ کا بندہ [2] پالنے والا مراد مالک ہے [3] بری عیب دار ۱۲

اُمتِ محمدیہ صلعم کے آٹھ زاہدوں میں ایک اویس قرنی رضؓ ہیں جنکی دُعا سے ہزاروں مسلمان بخشے جائیں گے۔

حکایت: (۵۶۶) حضرت علقمہ ابن مرثد حضرمی سے مروی ہے فرماتے ہیں تابعین میں زہد آٹھ شخصوں پر ختم ہوگیا۔ عامر ابن عبداللہ قیسی، اویس قرنی، ہرم ابن حبان عبدی، ربیع ابن خیثم ثوری، ابو مسلم خولانی، اسود ابن یزید، مسروق ابن اجدع، حسن ابن ابی الحسن بصری رحمۃ اللہ علیہم لیکن اویس قرنی کو اُن کے عزیز مجنون جانتے تھے اور ان کے واسطے گھر کے دروازہ پر ایک کوٹھڑی بنا دی تھی ایک ایک دو دو سال گذر جاتے تھے جس میں اُن کی صورت بھی وہ لوگ نہیں دیکھتے تھے اُنکی خوراک کھجور کی گٹھلی سے ہوتی تھی۔ شام کے وقت انہیں بیچکر افطار کے واسطے کچھ خرید لاتے تھے اگر ردّی کھجور ملجاتی تو افطار کے واسطے اُسی کو بچا لیتے۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو موسم حج میں لوگوں سے کہا اہل یمن کے سوا جتنے لوگ ہیں سب بیٹھ جائیں سب بیٹھ گئے پھر ان سے کہا تم میں جو لوگ اہل کوفہ ہیں وہ کھڑے رہیں اور سب بیٹھ جائیں اور لوگ بیٹھ گئے، پھر اُن کھڑے ہوؤں سے فرمایا تم میں جو مراد کے رہنے والے ہیں وہ کھڑے رہیں اور باقی بیٹھ جائیں چنانچہ اور لوگ بیٹھ گئے پھر ان سے کہا تم میں جو قرن کے رہنے والے ہیں وہ کھڑے رہیں اور باقی بیٹھ جائیں چنانچہ سب بیٹھ گئے اور صرف ایک شخص جو حضرت اویس رحؒ کے چچا تھے کھڑے رہے حضرت عمر رضؓ نے ان سے پوچھا کیا تم قرنی ہو کہا ہاں فرمایا اویس کو جانتے ہو کہا اے امیر المومنین اس کی

لہ رشتے دار سمجھ پاگل

کیا حالت پوچھتے ہو واللہ اس سے زیادہ ہم میں کوئی حقیر[1] اور مجنون[2] اور ذلیل[3] نہیں ہے یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ روئے اور فرمایا جنون تجھ میں ہے اس میں نہیں ہے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے فرماتے تھے کہ اُن کی شفاعت[4] سے قوم ربیعہ و مضر کے برابر لوگ جنت میں جائیں گے۔ اسے ابن عساکر نے نقل کیا ہے مرفوعاً۔

منتخب از تہذیب التہذیب تا (۵۷۰)

حضرت حسن بصری قدس اللہ سرہ کا مقام حکایت (۵۶۷)

حضرت یونس ابن عبید سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کو صرف دیکھتا اور نہ اُن کی باتیں سنتا نہ اُن کا عمل دیکھتا وہ بھی فائدہ اُٹھاتا اور حماد ابن سلمہ یونس ابن عبید اور حمید طویل سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ ہم نے فقہا بہت دیکھے لیکن حسن بصری رضی اللہ عنہ کا سا کامل مروت والا کسی کو نہ دیکھا اور حجاج ابن ارطاط کہتے ہیں میں نے عطار ابن ابی رباح سے سوال کیا تو مجھ سے فرمایا کہ تم اس شخص کو لازم پکڑ لو وہ بڑے امام ہیں اُن کی اقتدا کی جاتی ہے اور ابو جعفر رازی ربیع ابن انس سے روایت کرتے ہیں کہ میں حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں دس برس تک جاتا آتا رہا اس کے علاوہ اور کبھی جب خدا

[1] حقارت والا [2] پاگل [3] ذلت والا [4] سفارش [5] پیروی ۱۲

نے چاہا اُس دن سے آپ سے ایسی ہی بات سُنتا ہوں جسے میں نے پہلے نہیں سُنا تھا یعنی روز نئی بات سُننے میں آتی ہے۔ اور حضرت اعمش فرماتے ہیں کہ حضرت حسن بصری ہمیشہ حکمت[1] جمع کرتے رہے پھر اُسے کہنا شروع کیا جب اُن کا ذکر ابو جعفر کے پاس یعنی امام باقر کے پاس ہوتا تھا تو فرماتے تھے وہ ایسا شخص ہے کہ اس کا کلام انبیاء کے کلام سے مشابہ ہے۔

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کا نادر کلام عالمِ آخرت کی باتیں

حکایت (۵۶۸) حضرت مطر وراق فرماتے ہیں کہ جابر ابن زید ایک شخص بصرہ کے رہنے والے تھے جب حضرت حسن بصری ظاہر ہوئے تو معلوم ہوا کہ گویا ایک شخص آخرت میں تھا جو آکر وہاں کی معائنہ کی ہوئی اور دیکھی ہوئی خبر سُنا رہا ہے۔

سرکارِ دو عالم کا فرمان کہ حسن و حسین رضی اللہ عنہما میرے اوصاف رکھتے ہیں

حکایت (۵۶۹) حضرت ابراہیم ابن علی رافعی اپنے باپ سے اور وہ اپنی ماں سے روایت کرتے ہیں جو زینب بنتِ ابی رافع ہیں کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے دونوں صاحبزادوں کو لیکر حضرت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اس بیماری میں جس میں آپ کی وفات ہوئی اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یہ آپ کے بچے ہیں انہیں کسی شئی کا وارث بنائیے فرمایا حسن رضی اللہ عنہ میں میری ہیبت اور

[1] دانائی معرفت [2] بہادری۔

سرداری ہے اور حسین رضی اللہ عنہ میں میری جرأت[1] اور جود[2] ہے۔ محمد ابن عبداللہ ابن ابی رافع نے اپنے باپ سے انہوں نے اپنے چچا ابو رافع سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

حضرت امام حسین کی شہادت کا واقعہ اور اس کے متعلق سرکارِ دوعالم اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی پیشین گوئیاں حکایت (۵۷۰)

شرجیل ابن مدرک جعفی عبداللہ ابن نجی سے اور وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے تھے کہ انہوں نے حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ سفر کیا اور وہ حضرت کی طہارت[3] کا لوٹا سنبھالتے تھے جب نینوا کے محاذات[4] میں پہنچے جو صفین کا راستہ تھا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مکرر یہ آواز دی کہ اے ابو عبداللہ فرات کے کنارہ پر صبر کر۔ میں نے عرض کیا کہ یہ ابو عبداللہ کون شخص ہیں حضرتِ علی رضی اللہ عنہ نے جواب میں فرمایا کہ میں حضرت کے پاس پہنچا آپ کے آنسو جاری تھے میں نے عرض کیا یا خلیفۃ اللہ آپ کو کس نے غضبناک[5] کیا، فرمایا نہیں ابھی اس کے آگے جبرئیلؑ میرے پاس سے گئے ہیں اور مجھ سے بیان کیا کہ حسینؓ فرات کے کنارہ پر شہید ہوں گے اور فرمایا کیا آپ چاہتے ہیں کہ میں وہاں کی مٹی آپ کو سُنگھاؤں، میں نے کہا ہاں آپ نے ہاتھ بڑھا کر ایک مٹھی بھر مٹی وہاں کی اٹھائی اور میرے حوالہ کی مجھ سے صبر نہ ہو سکا اور میرے آنسو جاری ہو گئے، اور عمر ابن ثابت نے اعمش سے انہوں نے

[1] بہادری [2] سخاوت [3] وضو، استنجا [4] برابر [5] سخت غصہ والا کیا ؎

شقیق سے انہوں نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے فرماتے ہیں کہ حسن و حسین رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے میرے گھر میں کھیل رہے تھے اتنے میں حضرت جبرئیل علیہ السلام نازل[1] ہوئے اور کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی اُمت آپ کے بعد اس بیٹے کو قتل کرے گی اور ہاتھ سے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کیا یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم روئے اور انہیں اپنے سینہ سے لگا لیا، پھر آپ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا میں تیرے پاس یہ مٹی رکھتا ہوں اور اسے آپ نے سونگھا اور فرمایا کرب[2] و بلا[3] کی بو آتی ہے اور فرمایا اے ام سلمہ جب یہ مٹی خون بنجائے تو جان لو کہ میرا بیٹا شہید ہوگیا، حضرت ام سلمہ نے اس مٹی کو ایک بوتل میں ڈال رکھا تھا اور ہر روز اسے دیکھا کرتی تھیں اور فرماتی تھیں کہ جس روز تو خون بن جائے گی وہ سخت دن ہوگا۔ اس باب میں حضرت عائشہ اور زینب بنت جحش اور ام الفضل بنتِ حارث اور ابو امامہ اور انس بن حارث وغیرہم سے بھی روایت آئی ہے۔ اور حضرت عمار دُہنی کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت کعب پر گذرے تو انہوں نے حضرت علیؓ کی طرف اشارہ کرکے فرمایا اس شخص کی اولاد میں سے ایک شخص ایک جماعت کے ساتھ شہید ہوگا جو اپنے گھوڑوں کے پسینہ سوکھنے سے پہلے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچیں گے اتنے میں حضرت حسنؓ گذرے لوگوں نے پوچھا یہ، کہا نہیں پھر حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ گذرے لوگوں نے حضرت کعب سے پوچھا

[1] آسمان سے اُترے [2] بے چینی، مشقت [3] مصیبت ۱۲

یہ ہیں فرمایا ہاں یہی ہیں اور ابن سعد نے فرمایا ہمیں یحییٰ ابن حماد نے خبر دی کہ ان سے ابو عوانہ نے سلیمان یعنی اعمش سے روایت کی وہ فرماتے ہیں کہ ان سے ابو عبداللہ ضبی نے بیان کیا کہ ہم علی ابن ہرثم ضبی کے پاس پہنچے جبکہ وہ صفین سے واپس آئے تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے،

انہوں نے کہا کہ ہم صفین سے لوٹتے ہوئے کربلا میں اترے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ہمیں صبح کی نماز پڑھائی پھر مٹھی بھر ہرن کی مینگنیاں اُٹھائیں اور انہیں سونگھا اور پھر فرمایا افسوس افسوس ان مینگنیوں میں ایک ایسی قوم قتل کیجائیگی جو بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوگی۔ اور اسحاق ابن سلیمان رازی کہتے ہیں کہ ہم سے عمر بن ابی قیس نے اور اُن سے یحییٰ ابن سعید نے اور اُن سے ابی حبان نے اور اُن سے قدامہ ضبی نے انہوں نے جبر دار بنت سمیر سے انہوں نے اپنے زوج ہرثمہ ابن سلمی سے روایت بیان کی وہ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہمراہ نکلے آپ چلکر کربلا پہنچے اور ایک درخت کے نیچے اُترے اور اُس کی طرف نماز ادا کی پھر وہاں کی زمین سے کچھ مٹی اُٹھائی اور اسے سونگھ کر فرمایا افسوس ہے تجھے اے مٹی تجھ پر ایک ایسی قوم قتل ہوگی جو بلاحساب کے جنت میں جائے گی۔ راوی کہتے ہیں کہ ہم اُس غزوہ[1] سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ واپس لوٹ آئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ شہید ہوئے اور میں وہ حدیث بھول گیا، پھر میں اُس فوج میں شریک رہا جس میں کہ امام حسین پر چڑھائی کی گئی تھی جب میں اُن کے پاس اپنی فوج کے ہمراہ پہنچا تو وہ درخت نظر آیا اور وہ حدیث بھی یاد آگئی میں نے اپنے

[1] جہاد ۱۲

گھوڑے پر سوار ہو کر اُسے آگے بڑھایا اور کہا اے نواسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے میں آپ کو بشارت[۱] دیتا ہوں اور وہ حدیث بھی سُنائی۔ آپ نے مجھ سے دریافت فرمایا تم ہمارے ساتھ رہو گے یا ہمارے دشمنوں کے ساتھ، میں نے کہا نہ آپ کے ساتھ نہ آپ پر حملہ کرنے والوں کیساتھ میں نے عیال کو بھی چھوڑا اور اس فوج کو بھی چھوڑ دیا فرمایا تو تم بھاگ کے زمین میں کہیں غائب ہو جاؤ کیونکہ قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں حسینؓ کی جان ہے آج ہمارے قتل میں جو شخص حاضر[۲] ہوگا وہ جہنم[۳] میں داخل ہوگا۔ راوی کہتے ہیں کہ میں اُسی وقت منہ پھیر کے اور مقام میں بھاگ گیا حتی کہ آپ کی قتل گاہ[۴] مجھ سے پوشیدہ[۵] ہو گئی۔ اور ابو الولید احمد ابن خباب حصیصی کہتے ہیں کہ ہم سے خالد ابن یزید ابن اسد نے بیان کیا کہ ان سے عمار ابن معاویہ دہنی نے بیان کیا وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابو جعفر محمد ابن علی ابن حسین سے کہا کہ مجھ سے امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کا واقعہ بیان کر و اس طرح پر کہ گویا میں موجود تھا۔ حضرت ابو جعفر نے فرمایا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انتقال فرمایا اُس وقت ولید ابن عتبہ ابن ابی سفیان مدینہ پر حاکم تھا اس نے حسین ابن علی رضی اللہ عنہما کے پاس بیعت لینے کے واسطے قاصد بھیجا آپ نے فرمایا مجھے کچھ مہلت دو اور مجھ پر نرمی کر و اس نے مہلت دی اور آپ مکہ معظمہ چلے گئے وہاں آپ کے پاس اہل کوفہ کے قاصد پہنچے اور کہا کہ ہم نے آپ کے واسطے اپنے کو روک[۶] رکھا ہے اور جمعہ کے

[۱] خوش خبری [۲] موجود [۳] دوزخ [۴] قتل کی جگہ [۵] چھپا دی گئی

واسطے والئی کے ساتھ حاضر نہیں ہوئے آپ ہمارے یہاں تشریف لائیے۔ راوی کہتے ہیں اس زمانہ میں نعمان ابن بشیر انصاری کوفہ کے حاکم تھے حضرت حسین ابن علی رضی اللہ عنہ نے مسلم ابن عقیل ابن ابی طالب اپنے چچازاد بھائی کے پاس آدمی بھیجا اور ان سے فرمایا کہ تم کوفہ جاؤ اور دیکھو کہ جو کچھ مجھے انہوں نے لکھا ہے کیا صحیح ہے اگر سچ ہے تو میں اُن کے پاس جاؤں گا حضرت مسلم چل کر مدینہ پہنچے اور وہاں سے دو راہ نما ساتھ لئے جو انہیں جنگل کے راستہ لے چلے انہیں سخت تشنگی کا سامنا ہوا اور ایک رہبر مر گیا حضرت مسلم نے لکھا امام حسین رضی اللہ عنہ کو کہ انہیں اس کام سے معاف کریئے آپ نے معاف نہیں فرمایا اور لکھا کہ تم کوفہ جاؤ چنانچہ حضرت مسلم چلکر کوفہ پہنچے اور کوفہ والوں میں عوسجہ نامی ایک شخص کے یہاں اُترے جب کوفیوں نے آپ کے آنے کی خبر سُنی تو چپکے سے آپ کے پاس آئے اور آپ کے ہاتھ پر بارہ ہزار آدمیوں نے بیعت کی۔ ایک شخص جو یزید ابن معاویہ کا ہوا خواہ تھا وہ کھڑا ہوا جس کو عبید اللہ ابن مسلم ابن شعبہ حضرمی کہتے تھے اور حضرت نعمان ابن بشیر انصاری کے پاس پہنچا اور اُن سے کہا کہ آپ یا ضعیف ہیں یا ضعیف بن گئے ہیں شہر میں فساد ہو گیا اس سے حضرت نعمان نے کہا مجھے ضعیف بن کر اللہ کی اطاعت میں مشغول رہنا پسند ہے اس سے کہ میں قوی ہو کر اللہ کی نافرمانی کروں میں اس پردہ کو پھاڑنا نہیں چاہتا جسے اللہ نے ڈھکا ہے اس نے آپ کا قول یزید کے پاس لکھ بھیجا یزید نے اپنے غلام سرعون کو بلایا جس سے مشورہ کیا کرتا تھا اور سارا

لے حاکم کے عراق میں ایک شہر ہے کے راستہ دکھانے والا کے خیر خواہی کے کمزور کے بندگی۔

حال بیان کیا اس غلام نے کہا اگر حضرت معاویہؓ زندہ ہوتے اور کوئی بات کہتے تو تو قبول کرتا یا نہیں کہا ہاں، کہا تو مجھ سے بھی ایک بات قبول کر وہ یہ ہے کہ کوفہ کے واسطے عبید اللہ ابن زیاد کے سوائے کوئی مناسب حاکم نہیں اُس کو کوفہ کا حاکم بنا ان دنوں یزید اس سے خفا تھا اور اُس کے معزول کرنے کا قصد[1] کر رہا تھا اور وہ بصرہ میں حاکم تھا فوراً ہی یزید نے اُسے لکھا کہ میں تجھ سے خوش ہوں اور میں نے بصرہ کے ساتھ کوفہ کا بھی تجھے حاکم مقرر کیا ہے اور لکھا کہ مسلم ابن عقیل کو تلاش کر کے قتل کر دے چنانچہ عبید اللہ ابن زیاد بصرہ کے سردارو کے ساتھ چلکر کوفہ پہنچا اس صورت سے کہ اس کے منہ پر نقاب پڑا ہوا تھا اور اُس نے لباس اہل حجاز کا پہنا اور راستہ کو اختیار کیا جس سے امام حسینؓ کے آنیکا خیال تھا اور جس مجلس پر اہل کوفہ کے گذر کر سلام کرتا تو وہ جواب دیتے وعلیکم السلام یا ابن رسول اللہ، لوگوں نے یہ خیال کیا تھا کہ وہ شخص حسین ابن علی رضی اللہ عنہ ہیں اور عبید اللہ قصر حکومت میں پہنچا اور اپنے ایک غلام کو بلا کر تین ہزار درہم دیئے اور کہا اسے لیجا اور اس شخص کو تلاش کر جس کے ہاتھ پر اہل کوفہ بیعت کر رہے ہیں اور اُن سے کہو کہ میں ایک شخص حمص کا رہنے والا ہوں اور بیعت کے ارادہ سے آیا ہوں اور یہ مال ہے جو انہیں دونگا تاکہ اس سے وہ اپنی حالت قوی کریں وہ غلام نکلا اور بڑے لطائف الحیل[2] اور نرمی سے ایک ایسے شیخ تک اُس کی رسائی ہوئی جو حضرت سے بیعت کرواتا تھا اس شیخ سے ملکر اپنی حالت بیان کی اس شیخ نے کہا تجھ سے ملکر مجھے خوشی بھی ہوئی اور رنج بھی

[1] جدا کرنے کا ارادہ کر رہا تھا [2] پاکیزہ ترکیبوں سے ۱۲

ہوا، خوشی تو اس وجہ سے ہوئی کہ اللہ نے تجھے اس نیک کام کی ہدایت
کی اور رنج یوں ہوا کہ اب تک ہماری حالت قوی نہیں ہوئی ہے پھر اسے
حضرت مسلم کے پاس لے گیا آپ نے اس سے مال لے لیا اور وہ آپ سے
بیعت کر کے عبید اللہ کے پاس لوٹ آیا اور سارا حال بیان کیا اور مسلم
رضی اللہ عنہ جب عبید اللہ کوفہ میں آیا تو اس مکان سے جہاں وہ تھے ہانی
ابن عروہ مرادی کے مکان پر چلے گئے اور مسلم رضؓ نے حسین ابن علی رضی اللہ
عنہما کو لکھا کہ یہاں اہل کوفہ سے بارہ ہزار آدمیوں نے بیعت کی ہے آپ
چلے آیئے حضرت ابو جعفر فرماتے ہیں یہاں عبید اللہ نے سرداران اہل کوفہ
سے کہا کیا بات ہے کہ ہانی ابن عروہ میرے پاس نہیں آیا اور ان میں نہ تھا
جو لوگ مجھ سے ملنے آئے یہ سُن کر محمد ابن اشعث چند کوفیوں کے ساتھ نکلا
ان کے دروازہ پر آیا اور وہ دروازہ پر تھے اور اُن سے کہا کہ امیر نے تمہیں
یاد کیا تھا اور تمہاری تاخیر[1] کی وجہ دریافت کی ہے اس کے پاس چلے چلو
انہوں نے اصرار کیا اور وہ سوار ہو کر اُس کے ہمراہ عبید اللہ ابن زیاد کے
پاس پہنچے، عبید اللہ کے پاس قاضی شریح بیٹھے تھے جب عبید اللہ نے
ہانی ابن عروہ کو دیکھا تو قاضی شریح سے مخاطب ہو کر کہا یہ آگیا اس کے
پاؤں خیانت کی وجہ سے لڑکھڑا رہے ہیں، جب سلام کیا تو پوچھا اے ہانی
مسلم کہاں ہیں انہوں نے کہا میں نہیں جانتا اس وقت عبید اللہ نے اس
غلام کو جس نے درہم دیئے تھے کہا اس کے سامنے آ جب وہ سامنے آیا تو انہیں
یقین ہو گیا کہ اسے معلوم ہے کہا اللہ امیر کی اصلاح کرے واللہ میں نے انہیں اپنے

[1] دیر

گھر پر نہیں بلایا لیکن انہوں نے خود آنکر میرے یہاں پناہ لی کہا تو انہیں ہمارے پاس لا انہوں نے جواب میں کہا کہ واللہ اگر مسلم میرے پاؤں کے نیچے ہوں تب بھی میں انہیں وہاں سے نہیں اٹھاؤں گا، عبید اللہ نے لوگوں سے کہا اسے میرے پاس لاؤ جب پاس لائے گئے تو انہیں ایک چھڑی سے مارا اور انکی پیشانی کو زخمی کیا اور ہانی ایک سپاہی کی تلوار کی طرف جھکے تاکہ اسے کھینچیں تو انہیں روک دیا گیا اور عبید اللہ نے کہا کہ اللہ نے تیرا خون حلال کیا اور حکم کیا چنانچہ انہیں قصر کے ایک کونہ میں قید کر لیا گیا۔ یہ خبر قبیلہ مذحج کو پہنچی اس وقت قصر کے دروازہ پر شور کی آواز سنائی دی لیے عبید اللہ نے سنا پوچھا کیسی آواز ہے لوگوں نے کہا قبیلہ مذحج آگیا ہے اس نے قاضی شریح سے کہا ان کے پاس جاؤ اور کہو کہ میں نے دریافت کے واسطے اسے قید کیا ہے اور اپنے غلاموں میں سے ایک جاسوس شریح کی حفاظت کے واسطے مقرر کر دیا تاکہ سنے وہ کیا کہتے ہیں چنانچہ قاضی شریح ہانی پر سے ہو کر گزرے ان سے ہانی نے کہا اے شریح اللہ سے ڈرو اس نے مجھے قتل کے واسطے قید کیا ہے اور شریح نکل آئے اور قصر کے دروازہ پر کھڑے ہوئے اور کہا ہانی پر کوئی اندیشہ نہیں اسے امیر نے دریافت کرنے کے واسطے قید کیا ہے لوگوں نے کہا سچ ہے اسے کچھ اندیشہ نہیں ہے، حضرت ابو جعفر نے فرمایا، یہ سن کر لوگ وہاں سے متفرق ہو گئے۔ حضرت مسلم کو اس کی خبر ملی آپ نے اس اشارہ سے جو آپس کی مدد کے واسطے قرار دیا گیا تھا پکارا چنانچہ چالیس ہزار آدمی کوفی آپکی مدد کے واسطے جمع ہو گئے۔ آپ نے مقدمہ[1] اور میمنہ[2]، میسرہ[3] مرتب

اس صفحہ کا حاشیہ صفحہ ۱۹ پر دیکھئے۔

کیا اور قلب[1] میں آپ نے سوار ہو کر عبید اللہ کے اوپر حملہ کیا، عبید اللہ نے سرداران کوفہ کے پاس آدمی بھیجکر انہیں اپنے پاس قصر شاہی میں بلالیا۔ جب حضرت مسلم رضی اللہ عنہ چلکر قصر کے دروازہ پر پہنچے تو اُن سرداران کوفہ نے قصر پر سے اپنی قوم اور قرابت والونکو جھانک کر دیکھا اور اُن سے کلام کر کے اُنہیں لوٹا یا اور امام مسلم کے ساتھی کھسکنے لگے یہاں تک کہ شام کے وقت صرف پانچسو آدمی رہ گئے جب خوب اندھیرا ہو گیا تو وہ بھی چلدیئے جب حضرت مسلم نے دیکھا کہ آپ صرف تنہا رہ گئے تو راستہ تلاش کیا اور ایک گھر کے دروازہ پر پہنچے وہاں سے ایک عورت نکلی اُس سے فرمایا مجھے پانی پلادے اس نے پانی پلایا، پھر وہ گھر میں چلی گئی، کچھ دیر ٹھیر کے پھر مکان سے نکلی تو آپ دروازہ پر ہی تھے اس نے کہا اے عبد اللہ تمہاری نشست سے شک معلوم ہوتا ہے یہاں سے چلے جاؤ آپ نے اُس سے فرمایا میں مسلم ابن عقیل ہوں کیا تیرے پاس مجھے پناہ مل سکتی ہے اُس نے کہا ہاں ۔ آؤ آپ اُس کے گھر میں تشریف لے گئے اس عورت کا بیٹا محمد ابن اشعث کا غلام تھا جب اس غلام کو آپ کا حال معلوم ہوا تو وہ محمد ابن اشعث کے پاس گیا اور اسے اطلاع[2] کی اُسی وقت عبید اللہ نے کوتوال کو اُن کی طلب میں بھیجا اس کے ساتھ محمد ابن اشعث بھی تھا ابھی حضرت مسلم کو خبر بھی نہ تھی کہ وہ مکان گھیر لیا گیا جب مسلم رضی اللہ عنہ نے یہ حالت دیکھی تو تلوار لیکر نکل کھڑے ہوئے اور اُن سے مقاتلہ[3] کیا محمد ابن اشعث نے آپ کو امان دی اور آپ کے ہاتھ سے پکڑ

حاشیہ صفحہ ۱۸ ۱ لشکر کا اگلا حصہ ۲ لشکر کا داہنا حصہ ۳ لشکر کا بایاں حصہ حاشیہ صفحہ ہذا ۱ لشکر کے بیچ کا حصہ ۲ خبر ۳ قتل و قتال ۱۲

آپ کو عبیداللہ کے پاس لے آیا اور عبیداللہ کے حکم سے آپ کو قصر کے اوپر لے گئے اور وہاں پر آپ کی گردن ماردی گئی اور آپ کا جسم لوگوں کے پاس پھینک دیا گیا اور ہانی ابن عروہ کناسہ میں لیجاکر سولی دیا گیا۔ انہیں کے شاعر کا قول ہے سے

فان کنت لاتدرین بالموت فانظری ٭ الی ہانی فی السوق و ابن عقیل

ترجمہ بہرے اگر تو موت کو نہیں جانتی ہے تو دیکھ لے۔ ہانی کو راستہ میں اور ابن عقیل کو۔ اور مسلم رضی اللہ عنہ کا خط دیکھ کر امام حسین رضی اللہ عنہ ان کی طرف چلے جب آپ کے اور قادسیہ کے درمیان تین میل کا فاصلہ رہ گیا تو آپ سے حر ابن یزید تمیمی ملے پوچھا آپ کہاں کا قصد رکھتے ہیں فرمایا اُس شہر کا انہوں نے کہا لوٹ جائیے میں نے پیچھے آپ کے واسطے کوئی بہتری نہیں چھوڑی ہے جس کی امید ہو۔ آپ نے لوٹنے کا قصد کیا۔ آپکے ہمراہ حضرت مسلم رضی اللہ عنہ کے بھائی تھے انہوں نے کہا واللہ ہم نہیں لوٹیں گے جب تک اپنے بھائی کے خون کا بدلہ نہیں لے لیں گے یا قتل کیئے جائیں گے، آپ نے فرمایا تمہارے بعد زندگی میں کوئی لطف نہیں ہے اور آگے چلے تو آپ کو عبیداللہ کے رسالہ کا مقدمۃ الجیش[۱] ملا اسے دیکھ کر آپ کربلا کی طرف پلٹے اور بانسی کو پشت پر لیکر ڈیرے لگائے تاکہ سامنے ہی کی جانب سے لڑائی ہو سکے۔ آپ کے ساتھیوں میں پینتالیس سوار اور تقریباً ایک سو بیدل آدمی تھے اور عبیداللہ ابن زیاد

---

[۱] فوج سے فوج کا اگلا دستہ ۱۲ ٭ ٭ ٭ ٭

نے عمر ابن سعد ابن ابی وقاص کو رے کا حاکم بنایا تھا اور عہد کیا تھا، انہیں بلا کر کہا اس شخص سے مجھے بچا لے انہوں نے کہا مجھے معاف کر اس نے معافی سے انکار کیا کہا تو مجھے آج کی رات کی مہلت دے اس نے مہلت دی رات کو اس نے سوچا اور صبح اس کی تعمیل حکم کے واسطے راضی ہو گئے اور اس کے پاس پہنچے چنانچہ عمر ابن سعد نے حسین ابن علی رضی اللہ تعالٰی عنہما کے اوپر چڑھائی کی جب آپ کے پاس پہنچے تو آپ نے فرمایا تین باتوں میں سے ایک اختیار کر لے یا تو تو مجھے چھوڑ دے میں کسی سرحد میں جا رہوں یا مجھے چھوڑ دے میں یزید کے پاس چلا جاؤں یا مجھے چھوڑ دے میں جہاں سے آیا تھا وہیں چلا جاؤں۔ عمر ابن سعد نے اسے قبول کیا اور عبید اللہ کو لکھا عبید اللہ نے لکھا نہیں نہیں جب تک میرے ہاتھ پر بیعت نہ کرے کوئی اُن کی عزت نہیں کیجا سکتی حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر فرمایا یہ تو کبھی نہیں ہو سکتا چنانچہ آپ نے اُن سے مقاتلہ[1] کیا اور آپ کے سب ساتھی شہید ہوئے اُن میں دس سے زیادہ آپ کے اہل بیت[2] کے نوجوان تھے۔ آپ کی گودی میں ایک چھوٹا بچہ تھا اسے ایک تیر آ لگا اور وہ بھی شہید ہو گیا آپ اُن کے چہرے سے خون صاف فرماتے تھے اور کہتے تھے اے اللہ تو فیصلہ کر ہمارے اور اُن لوگوں کے درمیان جنہوں نے ہمیں بلایا کہ مدد کریں گے اور پھر ہمیں قتل کیا، پھر آپ نے حکم فرمایا! چنانچہ ایک چرمی پائجامہ کو پھاڑا گیا اور اُسے پہن کر تلوار ہاتھ میں لی اور مقاتلہ کیا یہاں تک کہ شہید ہوئے اور آپ کو قبیلہ مذحج کے ایک آدمی نے شہید کیا

---

[1] جنگ [2] گھر والے مراد آلِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

اور آپ کا سر کاٹ کر لے گیا اور عبید اللہ ابن زیاد کے پاس پہنچا اُس نے یزید کے پاس ایک وفد بھیجا جس میں آپ کا سر مبارک بھی تھا وہ سر مبارک اُس کے سامنے رکھا گیا۔ اور آپ کے حرم و عیال کو لیکر عمر ابن سعد عبید اللہ کے پاس پہنچا اور آپ کے اہلِ بیت میں سوائے ایک بیمار بچہ کے کوئی نہیں بچا تھا وہی عورتوں کے ساتھ تھے عبید اللہ نے اُن کے بھی قتل کا حکم دیا۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے اپنے آپ کو اُن کے اوپر ڈالدیا اور کہا جب تک مجھے قتل نہ کر لوگے انہیں قتل نہ کر سکوگے تو انہیں چھوڑ دیا۔ پھر انہیں جمع کر کے یزید کے پاس روانہ کیا جب یہ لوگ یزید کے پاس پہنچے تو جو لوگ اہلِ شام کے اس کے دربار میں تھے سب جمع ہو کر یزید کے پاس گئے اور اُسے مبارکباد دی اور تہنیت[1] کی اُن میں سے ایک شخص سُرخ رنگ والا نیلی آنکھوں والا کھڑا ہوا اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی صاحبزادیوں کی ایک لونڈی کو دیکھ کر کہا اے امیر المؤمنین ۔۔۔ یہ لونڈی مجھے عنایت فرمائیے۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے فرمایا یہ نہیں ہو سکتا یہ شرف[2] نہ تجھے حاصل ہے اور نہ اسے یعنی یزید کو یہاں تک کہ تم اللہ کے دین سے نکل جاؤ اس قول کو ازرق نے پھر دہرایا اسے یزید نے کہا چپ رہ پھر انہیں اپنے اہل و عیال[3] میں پہنچایا اور وہاں سے تیاری کر کے مدینہ منورہ پہنچایا جب وہ لوگ مدینہ منورہ پہنچے تو اولاد عبد المطلب میں سے ایک عورت کھلے سر بال بکھرے سر پہ ہاتھ رکھے ہوئے نکلیں اور اُن کے سامنے گئیں اور یہ اشعار پڑھتی تھیں اور روتی تھیں۔

لہ مبارکباد دو اظہارِ خوشی ؎ ۲ ہ بزرگی ؎۳ ہ بال بچوں ؎

ماذا تقولون ان قال النبی لکم ✤ ماذا فعلتم وانتم آخر الامم
بعترتی وباہلی بعد تفقدی ✤ منہم اساری وقتلی ضرجوا بدم
ماکان ہذا جزائی اذ نصحت لکم ✤ ان تخلفونی بشر فی ذوی رحم

ان کا ترجمہ یہ ہے تم کیا کہو گے جب نبی کریمؐ سوال کریں گے کہ تم نے کیا کیا تم تو آخر اُمت تھے یعنی باوجود افضل الامم ہونے کے تم نے اس فعل قبیح کا کیوں ارتکاب کیا میری اولاد و اہل کے ساتھ میرے فقدان کے بعد۔ ان میں تو کوئی قیدی تھے کوئی شہید خون میں آلودہ تھے میری نصیحت کی جزا یہ تو نہ تھی کہ میرے ذی رحموں کے ساتھ میرے پیچھے جو تم نے کیا حضرت سفیان ابن عیینہ سرائیل ابو موسیٰ سے روایت کرتے ہیں فرماتے تھے کہ میں نے حسن بصریؒ سے سُنا کہ حضرت امام حسینؓ کے ساتھ امام حسینؓ کے اہل بیت سے سولہ آدمی شہید ہوئے اور ابو نعیم کہتے ہیں کہ ہم سے ابو عبداللہ ابن حبیب ابن ابی ثابت نے اپنے باپ سے انہوں نے سعید ابن جبیر سے انہوں نے ابن عباسؓ سے بیان کیا حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس وحی بھیجی کہ میں نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کے عوض ستر آدمی قتل کئے ہیں اور آپ کے نواسہ کے عوض میں ستر ہزار - - قتل کروں گا۔ اور خلف ابن خلیفہ اپنے باپ سے نقل کرتے ہیں کہ جب امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہوگئے تو آسمان سیاہ ہوگیا اور دن میں ستارے نظر آنے لگے۔ اور محمد ابن صلت

رشتہ داروں کے بدلہ ✤

اسدی فرماتے ہیں کہ ان سے ربیع ابن ثوری نے اپنے باپ سے روایت کی کہ ایک شخص امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کی خوشخبری لوگوں کے پاس لے آیا پھر میں نے دیکھا تو وہ اندھا ہوگیا تھا اور اُس کا ہاتھ پکڑ کر چلایا جاتا تھا۔ اور یعقوب ابن سفیان فرماتے ہیں کہ ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا کہ ان سے حماد ابن زید نے معمر سے روایت کی انہوں نے کہا کہ حضرت زہری پہلے پہل مشہور یوں ہوئے کہ انہوں نے ولید ابن عبدالملک کے دربار میں گفتگو کی ولید نے دریافت کیا کہ تم میں کون شخص یہ جانتا ہے کہ امام حسینؓ کی شہادت کے دن بیت المقدس کے پتھروں کا کیا حال ہوا تو زہری نے فرمایا مجھے روایت پہنچی ہے کہ کوئی پتھر اُٹھایا نہیں جاتا تھا مگر اُس کے نیچے سے خون تازہ نکلتا تھا۔ اور ابن معین فرماتے ہیں کہ اُن سے جریر نے بیان کیا کہ ان سے یزید ابن ابی زیاد نے کہا امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے زمانہ میں میں چودہ سال کا تھا فوج میں جو وارس[1] تھا وہ راکھ بن گیا تھا اور افق آسمان سرخ ہوگیا تھا اور فوج میں ایک اونٹ ذبح کیا گیا دیکھا تو اُس کے گوشت میں سے آگ نکلتی ہے۔ اور حمیدی ابن عیینہ سے اور وہ اپنی دادی سے روایت کرتے ہیں وہ کہتی تھیں واللہ میں نے وارس کو راکھ بنا ہوا دیکھا اور گوشت کے اندر میں نے آگ دیکھی جبکہ امام حسینؓ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے اور ابن عیینہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے میری دادی نے بیان کیا کہ دو شخص جعفی حضرت امام حسینؓ کے قتل میں شریک

---

[1] ایک گھاس ہے جو مثل تل کے ہوتی ہے [2] کنارہ

ہوئے تھے ان میں سے ایک کا ذکر یہاں تک لمبا ہو گیا تھا کہ وہ اُسے لپیٹتا تھا اور دوسرا پکھال میں منھ لگا کر سارا پی لیتا تھا۔ حضرت سفیان فرماتے ہیں کہ میں نے اُن میں سے ایک کے بیٹے کو دیکھا ہے وہ مجنون تھا۔ اور حماد ابن جمیل ابن مرہ نقل کرتے ہیں کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے دن آپ کی فوج سے کچھ اونٹ پکڑے گئے اُنہیں ذبح کر کے لوگوں نے پکایا تو وہ اندر اِن کے مانند کڑوا تھا اس سے کچھ بھی نہ کھا سکے۔ قرہ ابن خالد سدوسی نے ابن رجار عطاروی سے روایت کی ہے انہوں نے کہا اس[1] گھرانے والوں کو گالی مت دو کیونکہ ہمارا ایک پڑوسی بلجیم سے تھا وہ ہمارے یہاں کوفہ سے آیا اُس نے کہا تم اس فاسق[2] ابن فاسق کو نہیں دیکھتے ہو خدا اسے ہلاک کرے اللہ تعالیٰ نے دو ستارے اُس کی آنکھوں میں پھینک مارے اور دونوں آنکھیں اُس کی پھوٹ گئیں۔ اور ثعلب نے مجھ سے بیان کیا کہ ان سے عمر ابن سبتہ نمیری نے کہا کہ ان سے عبید ابن خیادہ نے کہا کہ مجھ سے عطار ابن مسلم نے بیان کیا کہ سدی نے کہا کہ میں کربلا گیا تاکہ کپڑے فروخت کروں جلی کے ایک بوڑھے نے ہمارے واسطے کھانا پکایا اور رات کا کھانا ہم نے اُسکے ساتھ کھایا ہم نے امام حسین علیہ السلام کے قتل کا ذکر کیا اور کہا جو اُنکے قتل میں شریک ہوا وہ بُری حالت سے مرا۔ اُس نے کہا اے اہلِ عراق تم بڑے جھوٹے ہو میں بھی تو اس قتل میں شریک تھا کچھ دیر نہیں گذری تھی کہ وہ شخص چراغ کے پاس گیا تاکہ اُس کی بتی ٹھیک کرے چنانچہ تیل

[1] یعنی اہلِ بیت رسول اللہ کو [2] فاسق کا بیٹا فاسق حضرت امام حسین کی نسبت کہا

ڈالکر بتی آگے بڑھاتا تھا کہ اس بتی میں آگ لگ گئی اُسے تھوک سے بجھانے لگا تو ڈاڑھی میں آگ لگ گئی اور بھڑک اُٹھی اُس نے اپنے آپ کو پانی میں گرا یا پھر میں نے اسے دیکھا تو وہ مانند کوئلہ کے سیاہ ہوگیا تھا۔ اور حضرت ابراہیم نخعی فرماتے ہیں کہ اگر میں امام حسین سے جنگ کرنیوالوں میں ہوتا اور پھر جنت میں داخل کیا جاتا تو مجھے حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک کو دیکھتے ہوئے شرم آتی۔ اور حماد ابن مسلمہ نے عمار ابن ابی عمار سے اور انہوں نے عبد اللہ ابن عباس سے روایت کی ہے فرمایا میں نے نبی علیہ السلام کو دوپہر کے وقت خواب میں دیکھا آپ غبار آلودہ[1] تھے آپ کے بال بکھرے ہوئے تھے اور آپ کے ہاتھ میں ایک شیشی تھی جس میں خون تھا میں نے کہا آپ پر میرے ماں باپ فدا ہوں یا رسول اللہ یہ کیا ہے، فرمایا یہ حسینؓ اور اُس کے ساتھیوں کا خون ہے میں تمام روز اسے اکٹھا کرتا رہا اور آج اکٹھا کرچکا ہوں چنانچہ اسی دن حضرت شہید ہوئے تھے اور حماد ہی نے عمار سے اور انہوں نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے فرماتی تھیں کہ جنوں کو انہوں نے سُنا کہ امام حسینؓ پر روتے تھے۔ اور ابن سعد فرماتے ہیں کہ ہم سے محمد ابن عبد اللہ انصاری نے کہا کہ ان سے قرہ ابن خالد نے بیان کیا کہ ان سے عامر ابن عبد الواحد نے شہر ابن حوشب سے روایت کی انہوں نے کہا کہ میں حضرت ام سلمہؓ زوج نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا مجھے چیخنے کی آواز آئی اور آگے آیا اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچا انہوں نے فرمایا امام حسین رضی اللہ عنہ شہید ہوئے

[1] غبار یعنی مٹی میں آلودہ تھے

یہ کام جن لوگوں نے کیا خدائے تعالیٰ اُن کے گھر آگ سے بھر دے اور بیہوش ہو کر گر پڑیں اور ہم اُن کے پاس سے اُٹھ گئے اور ابو خالد احمر نے بیان کیا کہ مجھ سے رزین نے کہا کہ ان سے سلمیٰ نے بیان کیا کہ میں حضرت امام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئی وہ رو رہی تھیں میں نے کہا کیا چیز آپ کو رلا رہی ہے فرمایا میں نے نبی علیہ السلام کو خواب میں دیکھا آپ کے سر پر اور ریش[۱] مبارک پر خاک پڑی تھی میں نے کہا یا رسول اللہ آپ کو کیا ہوا فرمایا میں حسین رضی اللہ عنہ کے قتل میں حاضر ہوا تھا اور ابو الولید بشر ابن محمد تمیمی نے بیان کیا کہ مجھ سے احمد ابن محمد مصقلی نے کہا کہ مجھ سے میرے باپ نے بیان کیا کہ جب امام حسین ابن علی رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو ایک شب ایک منادی[۲] کو یہ اشعار ندا کرتے سُنا اس کی آواز سُنائی دیتی تھی اور وہ نظر نہیں آتا تھا۔

عقرت ثمود ناقۃ فاستوصلوا ❊ وجرت سوالخم بغیر الاسعد

فبنو رسول اللہ اعظم حرمۃ ❊ واجل من ام الفصیل المقعد

عجبا لہم انوا لم یمسخوا ❊ واللہ یملی للطغاۃ الجحد

ان کا ترجمہ یہ ہے ثمود نے ناقہ (صالح) کی کونچیں[۳] کاٹیں اور وہ تباہ و برباد ہوئے۔ اور اُن کے منحوس واقعات جاری ہوئے۔ اور اولاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رتبہ میں بہت بزرگ و برتر ہے (صالح) کی اُس اونٹنی سے جو (بوجہ) کونچیں کاٹ ڈالنے کے بٹھلا دی گئی تھی (یعنی کھڑی نہ ہو سکتی تھی) تعجب ہے ان پر کہ جب انہوں نے ایسے کام پر پیش قدمی[۴] کی تو وہ مسخ[۵]

[۱] داڑھی [۲] پکارنے والا ندا دینے والا [۳] ٹانگیں [۴] آگے بڑھے اقدام کیا [۵] صورت نہیں بدلی۔

نہیں ہوئے۔ اللہ تعالیٰ ان سرکش منکروں سے دوزخ کو بھر دے۔ اور حضرت زبیر نے ابن عیینہ سے اور وہ جعفر ابن محمد سے روایت کرتے ہیں فرمایا جب امام حسین رضی شہید ہوئے تو اُن کی اٹھاون ۵۸ برس سال کی عمر تھی۔ زبیر ابن بکار کہتے ہیں کہ پہلی روایت آپ کی عمر میں زیادہ مضبوط ہے یعنی چھپن ۵۶ سال اور زبیر ابن بکار نے کہا یہ واقعہ عاشورہ کے روز ۶۱ھ میں ہوا۔ اسی طرح لیث ابن سعد اور ابو بکر ابن عیاش اور ابو قنفر مدنی اور واقدی اور خلیفہ اور اور لوگوں نے بھی بیان کیا ہے اور واقدی نے کہا یہی روایت ان کے نزدیک زیادہ قابل وثوق ہے اور یہ بھی کہا کہ آپ کی عمر پچپن ۵۵ سال اور کچھ مہینے کی تھی۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ ۶۰ھ کے اخیر دن آپ کی شہادت ہوئی اور اس کے سوائے دوسرے قول بھی ہیں۔ میں کہتا ہوں ابن مری نے قتل حسین رضی کا قصہ طویل بیان کیا ہے جسے ابن سعد نے واقدی اور اپنے دیگر مشائخ سے روایت کیا ہے میں نے اس کا اختصار کر لیا ہے کہ اگلے واقعات سے کفایت[1] ہے جن کو اسانید حسان[2] سے نقل کیا گیا ہے۔

منتخب ایضاً از کنز العمال تا (۵۷۷)

احادیث نبوی سے

حضرت لقمان علیہ السلام کے حکیم ہونیکا ثبوت اور پیغمبری کی نفی

حکایت (۵۷۱) نوفل ابن سلیمان ہانی سے وہ عبداللہ ابن عمر سے وہ

---

[1] کافی [2] جمع اسناد کی اسانید حسان کتاب ہے۔

نافع سے اور وہ عبداللہ ابن عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں
انہوں نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا فرماتے تھے
کہ لقمان علیہ السلام یقیناً نبی نہ تھے بلکہ ایک عبد ہوشیار تھے، بہت سوچنے
والے تھے، حسنِ ظن[1] رکھنے والے تھے انہوں نے اللہ سے محبت پیدا
کی تو حق تعالیٰ نے بھی ان سے محبت کی اللہ تعالیٰ نے اُن کے واسطے حکمت[2]
کی ذمہ داری کی کیونکہ ایک بار وہ دوپہر کے وقت سوئے تھے انہیں ایک
ندا آئی اے لقمان تم چاہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ تمہیں زمین پر خلیفہ بنائے اور تم
حق پر حکم کرو آپ بیدار[3] ہوئے اور اس آواز کا جواب دیا اگر پروردگار
مجھے خیر دے تو میں قبول کر لوں گا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ اگر میرے ساتھ
ایسا کرے گا تو میری اعانت[4] فرمائے گا اور مجھے سکھائیگا۔ اور خطا[5] سے
مجھے بچائے گا۔ اور اگر مجھے اختیار دیگا چاہے کروں یا نہ کروں تو میں
عافیت اختیار کروں گا اور مصیبت کو قبول نہ کروں گا، ملائکہ نے ایسی
آواز سے آپ سے پوچھا جس سے مزاحمت نہیں معلوم ہوتی تھی، یہ کیوں
اے لقمان فرمایا اسی لئے کہ حاکم سخت مقام اور مصیبت کی جگہ ہوتا ہے اسے
ہر طرف سے ظلمتیں ڈھانک لیتی ہیں یا اُن سے نجات پاتا ہے اور مدد کیا جاتا
ہے لائق تو یہی ہے کہ وہ نجات پائے اور اگر غلطی کرتا ہے تو جنت کی راہ خطا
کرتا ہے اور جو دنیا میں ذلیل ہو کر رہے وہ شریف ہو کر رہنے سے اچھا ہے اور جو
دنیا کو آخرت پر ترجیح[6] دیتا ہے اور پسند کرتا ہے تو دنیا اُسے فتنہ میں ڈالتی ہے

---

[1] اچھا گمان، عمدہ خیال [2] دانائی [3] جاگے [4] مدد [5] غلطی [6] فضیلت ۱۲

اور آخرت بھی اُسے نہیں ملتی۔ آپ کی خوش گوئی سے ملائکہ کو تعجب ہوا پھر آپ سو گئے تو آپ کو حکمت میں ڈبو دیا گیا جب بیدار ہوئے تو حکمت کی گفتگو کرنے لگے۔ پھر داؤد علیہ السلام کو خلافت کے واسطے ندا کی گئی آپ نے قبول فرمایا اور لقمان علیہ السلام کی سی شرط نہیں لگائی اور بارہا غلطی میں مبتلا ہوئے اور ہر بار اللہ نے ان سے چشم پوشی[۱] کی اور خطاء سے تجاوز[۲] فرمایا اور انہیں مغفرت کی اور حضرت لقمان علیہ السلام اپنی حکمت و علم سے ان کی مدد کرتے تھے اُن سے داؤد علیہ السلام نے فرمایا تمہیں مبارک ہو اے لقمان تمہیں حکمت بھی دی گئی اور تم سے بلا بھی لوٹائی گئی اور داؤد کو خلافت دی گئی اور مصیبت اور فتنہ میں مبتلا ہوا۔ اس کو دیلمی اور ابن عساکر نے مرفوعاً روایت کی ہے۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ مبارک میری امّت کے اخیار پانچسو[۵] اور ابدال چالیس[۴] ہیں

حکایت (۲۷ ۵) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا میری امت کے اخیار[۳] پانچسو ہیں اور چالیس ابدال[۴] ہیں، نہ وہ پانچسو گھٹتے ہیں نہ وہ چالیس گھٹتے ہیں جب کوئی ابدال ان ابدال میں سے مرتے ہیں

---

[۱] آنکھیں بند کرنا مراد غلطی سے اعراض فرمانا [۲] غلطی سے معاف کرنا [۳] اخیار قسم ہے اولیاء اللہ کی [۴] ایک قسم ہے اولیاء اللہ کی۔

تو پانچسو میں سے ایک کو انکی جگہ اللہ تعالیٰ قائم فرماتے ہیں نہ پانچسو گھٹتے ہیں نہ چالیس۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ اُن کے اعمال[ا] سے ہمیں مطلع[۲] فرمائیے، فرمایا وہ لوگ اپنے ظالم کو معاف کرتے ہیں اور برائی کرنے والے سے بھلائی کرتے ہیں اور جو کچھ انہیں حق تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے اس پر موافقت کرتے ہیں اس کی تصدیق کتاب اللہ میں موجود ہے " والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس واللہ یحب المحسنین " یعنی وہ غصہ کے پینے والے اور لوگوں کو معاف کرنیوالے ہیں۔ اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتے ہیں۔ اس روایت کو ابن عساکر نے مرفوعاً نقل کیا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان کہ مصعب ابن عمیر کو اللہ اور رسولؐ کی محبت نے اس حالت کی طرف بلایا

حکایت (۳۷۵) حضرت عمر رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مصعب ابن عمیر کو اپنی طرف آتے ہوئے دیکھا اُن پر دنبہ کی کھال تھی جس کا کرتہ پہنا تھا حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دیکھو اس شخص کو جس کا قلب اللہ تعالیٰ نے منوّر[۳] کیا ہے میں نے اس کو اس کے ماں باپ کے سامنے دیکھا ہے

[ا] کاموں [۲] خبردار [۳] روشن ۱۲

کہ صبح کے وقت اُن کے لئے عمدہ کھانا پینا مہیا کر دیتے تھے اور میں نے اُن کے جسم پر ایک حلہ[1] دیکھا تھا جسے میں نے دو سو درہم پر خریدا تھا پھر اسے اللہ اور رسول کی محبت نے اس حالت کی طرف بُلایا جسے تم دیکھتے ہو۔ اس روایت کو حسن ابن سفیان اور عبدالرحمٰن سلمی اربعین میں اور ابو نعیم نے اربعین صوفیہ میں نقل کیا ہے۔

حضرت مصعب ابن عمیر کی ایک اور فضیلت

حکایت (۷۴) مسند خباب ابن ارت میں فرماتے ہیں کہ ہم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اللہ کی رضامندی[2] کے واسطے ہجرت کی اور اللہ تعالیٰ کے پاس ہمارا اجر ثابت ہو گیا چنانچہ ہم میں سے بعض لوگ گذر گئے جنہوں نے اپنے اجر سے کچھ نہ کھایا انہیں لوگوں میں مصعب ابن عمیر بھی تھے یوم احد میں شہید ہوئے ان کے کفن کے واسطے سوائے ایک کمبل کے کچھ میسر نہ ہوا۔ جب اس کو سر کی طرف کھینچتے تھے تو پاؤں کھلجاتے تھے اور جب پاؤں پر کھینچتے تھے تو سر کھلجاتا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے سر کی طرف کھینچو اور پاؤں پر اذخر[3] ڈالدو اور بعض ہم میں وہ ہیں جن کے عمل کا پھل پک گیا اور وہ اسے توڑتے ہیں۔ مرفوع

---

[1] قیمتی جوڑا [2] خوشی [3] نام ہے ایک گھاس کا

حضرت مصعب ابن عمیرؓ کا زہد | حکایت (۵۷۵)

محمد ابن کعب قرظی سے مروی ہے فرمایا مجھ سے ایسے شخص نے بیان کیا جس نے حضرت علیؓ سے سنا تھا کہ آپ نے فرمایا ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے ناگاہ مصعب ابن عمیرؓ ظاہر ہوئے ان پر صرف ایک پیوند لگی چادر تھی جس میں کھال کا پیوند تھا انہیں دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روئے کیونکہ وہ بڑے تنعم میں تھے اور آج اُن کی یہ حالت تھی۔ اسے ابو نعیم نے اربعین صوفیہ میں روایت کیا ہے۔

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کیلئے جنت کی خوشخبری۔

حکایت (۵۷۶) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا کہ ایک بار ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے آپ نے فرمایا اس وقت تمہارے پاس ایک جنتی شخص آئیگا تو سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ تشریف لائے جب دوسرا روز ہوا جب بھی آپ نے یہی فرمایا اور سعد ابن ابی وقاص ہی اپنے مقام میں آئے جب تیسرا روز ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر وہی فرمایا اور سعد ابن ابی وقاص اپنے مقام میں آئے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے تو عبداللہ ابن عمرو ابن عاص دوڑ کے اُن کے پاس گئے اور کہا میں نے اپنے باپ سے لڑ کے کی قسم کھالی ہے کہ تین رات تک اُن کے یہاں نہ جاؤں گا۔[1]

[1] علیش دعشرت

اگر آپ اجازت دیں کہ میں آپ کے یہاں تین رات رہوں اور میری قسم
پوری ہو جائے تو آپ کے یہاں میں رہوں گا۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ
عبد اللہ ابن عمرؓو کہتے تھے کہ میں اس رات اُن کے یہاں رہا اور وہ رات میں
بالکل نہ جاگے البتہ وہ جب بستر پر کروٹ بدلتے تھے تو تکبیر کہتے تھے اور
اللہ کا ذکر کرتے تھے حتیٰ کہ جب صبح ہوئی تو اچھی طرح سے وضو کرکے نماز
ادا کی اور دن میں روزہ بھی نہ رکھا۔ اب عبد اللہ ابن عمرؓو کہتے تھے کہ میں نے
تین دن تین راتیں انہیں اسی طرح سے دیکھا اس سے زیادہ کوئی عمل وہ
نہیں کرتے تھے مگر میں نے انہیں اچھا ہی کہتے سُنا۔ جب تین راتیں گذر گئیں
تو قریب تھا کہ میں اُن کے عمل کی حقارت[1] کرتا میں نے اُن سے کہا کہ میرے
اور باپ کے درمیان کوئی جھگڑا نہیں ہوا تھا لیکن میں نے رسول اللہؐ
صلی اللہ علیہ وسلم کو تین بار تین مجلسوں میں تمہاری نسبت یہ کہتے سُنا کہ فرمایا
تمہارے پاس ایک شخص جنتی آتا ہے اور اُن تین دفعہ تم ہی آئے میں نے
چاہا کہ تمہارے یہاں رہوں تاکہ تمہارے عمل دیکھ کر اس کی اقتدا[2] کروں میں نے
آپ کو بہت کچھ عمل کرتے نہیں دیکھا پھر تمہیں اس درجہ پر کس چیز نے پہنچایا
جس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر فرمایا، انہوں نے کہا میرے عمل
وہی ہیں جنہیں تم نے دیکھا مگر میرے دل میں کسی مسلمان کی بُرائی نہیں ہے
اور نہ میں کسی کی بُرائی کرتا ہوں، عبد اللہ نے کہا اسی نے آپ کو اس مرتبہ
پر پہنچایا اور یہی ہے جو مجھ سے نہیں ہو سکتا۔ ابن عساکر نے اسے روایت

---

[1] حقیر ظاہر کرنا مراد تو ہین ۱۲ [2] پیروی ۱۲

کیا ہے اس کے رجال[1] رجال صحیح ہیں مگر ابن شہاب نے یہ کہا ہے کہ مجھ سے ایسے آدمی نے انس سے روایت کی ہے جسے میں متہم نہیں جانتا۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے لئے خوشخبری، تحیۃ الوضو تحیۃ المسجد اور با وضو رہنے کی فضیلت

حکایت (۵۰۷) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے بلالؓ کس چیز سے تم مجھ سے پہلے جنت میں پہنچے میں جب جنت میں داخل ہوتا ہوں تو اپنے سامنے تمہاری آواز سنتا ہوں، میں کل شب جنت میں داخل ہوا تو میں نے تمہاری آواز سنی میں ایک اونچے مربع سونے کے محل میں پہنچا میں نے پوچھا یہ محل کس کا ہے تو کہا اہل عرب سے ایک شخص کا ہے، میں نے کہا میں عربی ہوں یہ محل کس کا ہے تو کہا ایک شخص قریش کا ہے، میں نے کہا میں قریشی ہوں یہ محل کس کا ہے تو کہا یہ امت محمدیہ سے ایک شخص کا ہے میں نے کہا میں محمد ہوں یہ محل کس کا ہے تو کہا عمر ابن خطابؓ کا ہے۔ حضرت بلالؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ جب میں اذان کہتا ہوں تو دو رکعت نماز ادا کر لیتا ہوں اور جب میرا وضو ٹوٹتا ہے تو میں وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھ لیتا ہوں، آپ نے فرمایا یہی وجہ ہے۔

---

[1] جمع رجل کی آدمی، مراد سند کے افراد

منتخب از تذکرۃ الحفاظ ہر دو جلد تا (۶۱۴)

حضرت ابن جریر کا زہد و تقویٰ — حکایت (۵۷۸)

نقل ہے کہ خلیفہ مکتفی باللہ نے ارادہ کیا کہ ایک وقف کرے جس پر علماء کے اقوال[1] مجتمع[2] و متحد ہوں۔ راوی کہتے ہیں کہ اس کام کے لئے خلیفہ کے پاس ابن جریر حاضر کئے گئے۔ آپ نے اس کے متعلق ایک کتاب تالیف کی آپ کے واسطے انعام تجویز کیا گیا آپ نے قبول نہ کیا، آپ سے کہا گیا کہ قضاء حاجت کی بھی ضرورت ہے فرمایا میں امیر المؤمنین سے سوال کرتا ہوں کہ جمعہ کے روز سوال کرنے سے سائلوں کو منع کیا جائے چنانچہ خلیفہ نے یہ حکم کیا اسی طرح وزیر نے ان سے درخواست کی کہ اس کے واسطے فقہ میں ایک کتاب لکھئے آپ نے ان کے واسطے کتاب الخفیف تحریر کی وزیر نے آپ کے پاس ہزار دینار بھیجے آپ نے لوٹا دیئے۔

حضرت ابن جریر کے کچھ فضائل — حکایت (۵۷۹)

ابو بکر ابن بالویہ فرماتے ہیں میں نے امام الائمہ ابن خزیمہ سے سنا ہے فرماتے تھے کہ میں ادیم زمین[4] پر محمد ابن جریر سے بڑا عالم نہیں جانتا ہوں ان پر حنابلہ[6]

---

[1] جمع قول [2] اکٹھے کئے گئے [3] متفق [4] جمع کرنا [5] روئے زمین پر [6] امام احمد ابن حنبل کے پیروں نے ظلم کیا۔

نے ظلم کیا، ابو محمد فرغانی فرماتے ہیں کہ محمد ابن جریر پر اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں کسی کی ملامت کا کچھ اثر نہیں ہوتا تھا باوجودیکہ بہت ستائے گئے لیکن اہلِ دین و اہلِ علم تو اُن کے علم کے منکر[۱] نہ تھے نہ زہد کے منکر تھے، نہ آپ کے ترکِ دنیا کے منکر تھے، نہ آپ کی قناعت[۲] کے منکر تھے آپ کے والد نے طبرستان میں جو ورثہ چھوڑا تھا اس میں سے جو کچھ حصہ آتا تھا اس پر اکتفا[۲] کرتے تھے۔ اور حضرت محمد ابن جریر طبری پر قضاوت[۳] پیش کی گئی آپ نے انکار کیا۔

حضرت امام محمد ابن جریر کی سخاوت — حکایت (۵۸۰)

امام فرغانی فرماتے ہیں کہ امام محمد ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے جوان ہو کر شہر آمل[۴] سے دیگر بلاد کی طرف سفر کیا اور اُن کے والد دورانِ سفر[۵] میں اُن کی مالی امداد فرماتے رہے اور وہ ہمیشہ اپنی زندگی میں میرے پاس شہروں میں کچھ کچھ بھیجتے رہتے تھے جب میرے پاس آئے تو کہا مجھ کو والد کے نفقہ[۶] نے دیر کی حتی کہ میں نے قمیص کے ہر دو آستین فروخت کر دیئے۔

حضرت امام زین العابدین کی پرہیزگاری و کثرتِ عبادت

حکایت (۵۸۱) ابن حازم اعرج رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت

[۱] انکار کرنے والے [۲] کفایت [۳] عہدۂ قاضی ہونیکا [۴] فی القاموس آمل کاسر نک بلد بطبرستان منہ الامام محمد ابن جریر الطبری والفضل بن احمد الزہری ۱۲ محمد عمر جنجوہی [۵] سفر کے درمیان [۶] خرچ

علی ابن حسین زین العابدین سے زیادہ افضل[1] ہاشمیین[2] میں کسی کو نہیں دیکھا اور ابن مسیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے ان سے زیادہ پرہیزگار کسی کو نہیں دیکھا اور حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے خبر پہنچی ہے کہ وہ دن رات میں اپنی وفات تک ہر روز ہزار رکعت نماز پڑھتے تھے فرمایا اتنی عبادت کی وجہ سے آپ کا نام زین العابدین رکھا گیا تھا۔ حضرت فضیل ابن غزوان نے حضرت زین العابدین سے روایت کی ہے فرمایا جو شخص ہنستا ہے وہ علم کو کھوتا ہے اور آپ ہی سے مروی ہے فرمایا جب بدن بیمار[3] نہیں ہوتا تو وہ بہت بُرا ہے اور آپ ہی سے روایت آئی ہے کہ آپ چھپا کر بہت سخاوت کیا کرتے تھے رضی اللہ عنہ۔

حضرت ابراہیمؒ کی کیفیت نماز کے بعد اور اُن کا علمی مقام

حکایت (۵۸۲) حضرت عمران ابراہیم ابن یزید ابن قلیس بن اسود کوفی مخلص علماء میں سے تھے مغیرہ کہتے ہیں ہم حضرت ابراہیم سے ایسی ہیبت کھاتے ہیں جیسے کہ امیر سے اور اعمش کہتے ہیں بسا اوقات میں ابراہیم کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھتا تھا پھر ہمارے پاس آکر کچھ دیر بیٹھتے تھے اس طرح پر گویا مریض ہیں اور فرمایا کہ ابراہیم حدیث کے صرّاف تھے یعنی پرکھنے والے اور شہرت سے بچتے تھے اور ستون سے تکیہ لگا کے نہیں بیٹھتے تھے اور حضرت شعبی کو جب ابراہیم کی وفات کی خبر پہنچی تو فرمایا انہوں نے اپنے بعد اپنا

---

[1] زیادہ بزرگ [2] حضور کے خاندان کا نام ہے [3] بیمار

مثل نہیں چھوڑا۔

حضرت ابراہیم کا وقارِ علمی

حکایت (۵۸۳) زوجہ ابراہیم اور ہنیدہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتی ہیں کہ حضرت ابراہیم ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن افطار کرتے تھے اور حضرت ابراہیم سے کئی طرق سے مروی ہے کہ آپ علم میں کلام نہیں کرتے تھے جب تک آپ سے سوال نہیں کیا جاتا تھا اور ابن عون نے ابراہیم سے روایت کی ہے فرمایا پہلے لوگ بُرا جانتے تھے[1] کہ جب جمع ہوں تو اچھی اچھی باتیں جو انہیں یاد ہیں بیان کریں۔

حضرت سعید ابنِ جبیر کی شب بیداری و گریہ وزاری۔

حکایت (۵۸۴) اصبغ ابن یزید نے قاسم ابن ابی ایوب سے روایت کیا ہے فرمایا کہ حضرت سعید ابن جبیر رات کو رویا کرتے تھے حتیٰ کہ چوندھے ہو گئے اور انہیں سُنایا گیا کہ اس آیت کو بیس بار سے زیادہ دہراتے رہتے "واتقوا یوما ترجعون فیہ الی اللہ" یعنی اس دن سے ڈرو جس دن تم اللہ کی طرف رجوع[2] کرو گے اور نقل ہے کہ حضرت سعید ابن جبیر ایک شب کو کعبہ کے اندر کھڑے ہوئے اور ایک ہی رکعت میں سارا قرآن شریف ختم کیا۔

---

[1] یعنی محض بغرض اظہار علمیت و افتخار بلا کسی مفاد کے معلومات کا اظہار نہ فرماتے تھے اور ممکن ہے کہ چونکہ بلا طلب اور بغیر حاجت کسی چیز کے حصول پر اسکی وقعت اور قدر نہیں ہوتی لہذا بلا ضرورت اور بغیر طلب کے قیمتی باتوں کا بیان کرنا مناسب نہ سمجھتے تھے ۱۲ محمد عمر گنگوہی [2] لوٹنا

اسے حماد بن ابی سلیمان نے ان سے روایت کیا ہے اور عبد الملک بن ابی سلیمان نے حضرت سعید ابن جبیر سے نقل کیا ہے کہ آپ ہر دو راتوں میں ایک قرآن شریف ختم کرتے تھے۔

حکایت (۵۸۵) حضرت عمرو بن میمون نے ایک سو حج و عمرے کیے

حضرت ابو اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرو بن میمون نے ایک سو حج اور عمرے کیے اور جب روایت کرتے تھے تو اللہ کا ذکر کرتے تھے اور حضرت ابراہیم فرماتے ہیں کہ عمرو ابن میمون جب بہت بوڑھے ہو گئے تو ان کے واسطے دیوار میں ایک میخ گاڑ دی گئی تھی جب نماز میں کھڑے تھک جاتے تھے تو اس میخ سے سہارا لیتے تھے۔

حضرت عروہ ابن زبیر ہمیشہ روزے رکھتے تھے، شب میں قرآن مجید پڑھا کرتے تھے

حکایت (۵۸۶) اور حضرت ہشام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے باپ یعنی عروہ ابن زبیر رضی اللہ عنہما ہمیشہ روزہ رکھتے تھے اور روزہ ہی میں وفات پائی اور ابن شوذب کہتے ہیں کہ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ ہر روز قرآن میں جس قدر تلاوت کرتے تھے رات کو نماز میں اسے پڑھتے تھے اسے کبھی نہیں چھوڑا صرف ایک شب جس میں کہ آپ کا پاؤں کاٹا گیا تھا کیونکہ

اس میں آکلہ[1] پڑ گیا تھا اُسے آپ نے ترشوا[2] دیا۔

ابن جریج کی خشیت

حکایت (۵۸۷) حضرت عبدالرزاق رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابن جریج رضی اللہ عنہ سے زیادہ عمدہ نمازی کسی کو نہیں دیکھا جب میں اُنہیں دیکھتا تھا تو سمجھتا تھا کہ یہ خدا سے ڈرتے ہیں۔

ابن جریج کے متعلق ابن عاصم کا قول۔ حکایت (۵۸۸)

اور ابن عاصم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابن جریج رضی اللہ عنہ بڑے عابد[3] تھے ہمیشہ روزہ رکھتے تھے صرف مہینہ میں تین دن روزہ نہیں رکھتے تھے اور آپ کی بی بی بھی عابدہ[4] تھیں

حضرت امام ابوحنیفہ کا تقویٰ اور عبادات حکایت (۵۸۹)

امام ذہبی فرماتے ہیں کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ امام وقت تھے، پرہیز گار، عالم باعمل، عابد کبیرالشان تھے، سلطان کے عطایا[5] قبول نہیں فرماتے تھے بلکہ تجارت سے کمائی کرتے تھے۔

حضرت ہشام اس قدر روتے تھے کہ آنکھیں خراب ہوگئیں

حکایت (۵۹۰) حضرت ابوداؤد طیالسی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

---

[1] مرض ہے جس عضو کو لاحق ہوتا ہے وہ گلنے لگتا ہے [2] کٹوا دیا [3] عبادت کرنیوالا مرد [4] عورت عبادت کرنیوالی [5] بخششیں ہدایا۔

حضرت ہشام دستوائی علمِ حدیث میں امیر المومنین ہیں اور امام احمد ابن حنبل نے فرمایا کہ آپ سے زیادہ اثبت کوئی نہ تھا اگرچہ آپ کا مثل ممکن ہے کہ اور بھی کوئی ہو یعنی حضرت ہشام دستوائی کا اور حضرت شاذ ابن فیاض فرماتے ہیں کہ حضرت ہشام دستوائی رضی اللہ عنہ اس قدر روئے کہ آپ کی آنکھیں خراب ہوگئیں اور حضرت ہشام فرمایا کرتے تھے کاش ہم حدیث شریف کی روایت کرنے سے چھوٹ جاتے اور فرمایا مجھے عالم پر تعجب ہے کہ وہ کیونکہ ہنستا ہے۔

حضرت ابو محمدؒ کی صداقت اور حضرت اعمشؒ کی شانِ عبادت کہ ستّر سال تک پہلی تکبیر فوت نہیں ہوئی

حکایت (۵۹) حضرت فلاس کہتے تھے کہ حضرت ابو محمد سلیمان رضی اللہ عنہ کو اُن کی سچائی کی وجہ سے مصحف کہا جاتا تھا اور حضرت یحییٰ قطان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت اعمش رحمۃ اللہ علیہ اسلام کی علامت تھی اور حضرت جرمی کہتے ہیں کہ حضرت اعمش نے اپنے پیچھے اپنے سے زیادہ اللہ کی عبادت کرنے والا نہیں چھوڑا اور حضرت وکیع نے فرمایا کہ حضرت اعمش ستر سال کے قریب ایسے رہے کہ اُن سے تکبیر اولیٰ فوت نہ ہوئی

حضرت ابو حازم کا مثل اُنکے زمانہ میں نہ تھا | حکایت (۵۹۲)

حضرت ابن خزیمہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو حازم سلمہ ابن دینار مخزومی رحمۃ اللہ علیہ کے مثل اُن کے زمانہ میں کوئی نہ تھا اور عبد الرحمٰن ابن زید ابن مسلم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے کسی ایسے شخص کو نہیں دیکھا کہ حکمت اس کے منہ میں ابو حازم سے زیادہ قریب ہو اور یعقوب بن عبد الرحمٰن نے حضرت ابو حازم سے روایت کی ہے فرمایا جس کام سے موت تیرے نزدیک ناپسند ہوتی ہے وہ کام چھوڑ دینا پھر تجھے ضرر نہیں جب کبھی تو مرے اور ابو غسان محمد ابن مطرف فرماتے ہیں کہ مجھے ابو حازم نے خبر دی فرمایا جب بندہ اپنے اور اپنے پروردگار کے درمیان کا تعلق ٹھیک اور اچھا کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کا تعلق لوگوں کے ساتھ بھی اچھا فرما دیتے ہیں اور جب اللہ کے اور اپنے درمیان کا تعلق بگاڑ لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُسکے اور لوگوں کے درمیان کے تعلقات بھی بگاڑ دیتے ہیں۔ ایک کا راضی اور خوش کر لینا سارے لوگوں کے خوش کرتے پھرنے سے اچھا ہے۔ اور خلیفہ ہشام نے ابو حازم رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا اس کام سے نجات کی کیا صورت ہے یعنی بادشاہت میں کوئی گرفت نہ ہو۔ فرمایا آسان ہے سوائے حلال کے کوئی شئی نہ لیجائے اور اُسے حق کے سوائے کہیں خرچ نہ کرے یہ بہتر ہے اس شخص کے واسطے جس کی اللہ تعالیٰ نے مدد فرمائی ہے اور خواہشِ نفسانی سے سلامت رکھا ہے، اور نفس اس کا

فقیہ[۱] ہو گیا ہے۔

حکایت (۵۹۳) حضرت یزید کے اخلاقِ عالیہ

حضرت یزید ابن ابی حبیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں کسی اپنے بھائی کو اپنے اوپر دوبار خفا ہونے نہیں دیتا بلکہ جس بات کو وہ ناپسند کرتا ہے میں اُسے سوچ کر چھوڑ دیتا ہوں۔

طالبِ علم کو اُستاد کی خدمت میں حاضر ہونا بہتر ہے اُنکو بلانے سے

حکایت (۵۹۴) حضرت سعید ابن عفیر ابو خالد مرادی نے فرمایا کہ ریان ابن عبدالعزیز نے حضرت یزید ابن ابی حبیب کے پاس قاصد بھیجا کہ میرے پاس آؤ میں کچھ علمی سوال کرنا چاہتا ہوں آپ نے اس کے جواب میں کہلا بھیجا تم ہی میرے پاس آجاؤ کیونکہ تمہارا میرے پاس آنا تمہارے واسطے بہتر ہے اور میرا تمہارے پاس آنا تمہارے حق میں عیب[۲] ہے۔

حکایت (۵۹۵) حضرت محمد ابنِ منکدر کے فضائل

حضرت ابن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت محمد ابن منکدر معدنِ صدق[۳] تھے آپ کے پاس صالحین[۴] جمع ہوتے تھے۔ اور حمیدی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ابن منکدر حافظ حدیث تھے اور حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ابن منکدر نے

---

۱ فقہ جاننے والا عالم ۲ برائی بدنمائی ۳ سچائی کی کان تھے ۴ جمع صالح کی اللہ والے

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حدیث کی سماعت کی ہے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ابن منکدر سید القراء تھے میں کہتا ہوں آپکے تقویٰ اور علم و عمل میں مقدم ہونے پر اجماع ہے اور آپ عطار رضی اللہ عنہ کے طبقہ میں ہیں لیکن آپ کی وفات دیر میں ہوئی۔ نقل ہے کہ ایک شب حضرت ابن منکدر نے تہجد پڑھی اور بہت روئے آپ سے بھائیوں نے دریافت کیا فرمایا میں نے یہ آیت تلاوت کی تھی " وبدا لہم من اللہ مالم یکونوا یحتسبون الآیہ " یعنی انہیں اللہ کی طرف سے وہ شئ ظاہر ہوگی جس کا وہ گمان نہیں کرتے تھے۔ نقل ہے کہ جب آپ کی وفات قریب ہوئی تو بہت گھبرائے اور فرمایا میں اس آیت سے ڈرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسی بات ظاہر ہو جس کا میں گمان نہیں کرتا ہوں۔ حضرت ابن عیینہ فرماتے ہیں کہ ابن منکدر کا ایک ہمسایہ مبتلائے مصیبت تھا اور حضرت ابن منکدر جب اپنے اس ہمسایہ کی مصیبت زدہ آواز سنتے تو شکر کے ساتھ آواز بلند کرتے۔ اور حضرت ابن منکدر سے روایت ہے فرمایا میں نے اپنے نفس پر چالیس سال تک مصیبت جھیلی اور میں نے ابوالفضل اسدی سے سنا ہے اور انھوں نے ابن جلیل سے کہ اُن کو ابوالمکارم معالی نے خبر دی ہے اور ان سے ابو علی مقری نے بیان کیا اور اُن سے ابو نعیم نے اور اُن سے ابو علی صواف نے اور ان سے ابو اسمٰعیل ترمذی نے اور ان سے عبد العزیز اویسی نے اور ان سے امام مالک نے بیان کیا محمد ابن منکدر سید القراء تھے

ا؎ سُنی ہے ۲؎ قاریوں کے سردار ۳؎ اتفاق

جب کبھی کوئی اُن سے حدیث دریافت کرتا تھا تو روتے تھے۔

حضرت ثابت بنانیؒ کی کثرتِ تلاوت وکثرتِ گریہ۔ حکایت (۵۹۶)

غالب قطان نے بکر ابن عبد اللہ سے روایت کی ہے فرماتے ہیں جو شخص اپنے زمانہ کا سب سے بڑا عابد دیکھنا چاہے تو ثابت بنانی کو دیکھے ہم نے کسی ایسے شخص کو نہ دیکھا جو ان سے زیادہ عابدؔ ہو اور جو اپنے زمانہ کا سب سے بڑا حافظ دیکھنا چاہے تو قتادہ کو دیکھے اور روح نے شعبہ سے روایت کی ہے فرماتے ہیں کہ حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ دن رات میں ایک قرآن شریف ختم کرتے تھے اور ہمیشہ روزہ رکھتے تھے۔ اور حماد ابن زید نے فرمایا کہ میں نے ثابت بنانی کو روتے دیکھا حتی کہ اُن کی پتلیاں اِدھر سے اُدھر ہو گئیں اور جعفر ابن سلیمان نے فرمایا کہ حضرت ثابت بنانی اس قدر روئے قریب تھا کہ اُن کی آنکھیں جاتی رہیں انہیں رونے کی نسبت نصیحت کی گئی فرمایا اگر آنکھیں نہ روئیں تو اُن میں خوبی ہی کیا ہے اور اُس کے تدارکؔ سے انکار کیا۔

حضرت امام ابو یوسفؒ کے کچھ حالات | حکایت (۵۹۷)

حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے طلبِ علم میں نشو ونماؔ پائی آپ کے والد ماجد فقیر تھے اور حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کو سو سوؔ کے بعد دیگرے دیا کرتے تھے اور حضرت امام مزنی فرماتے ہیں

لہ عبادت کرنے والا لہ نقصان دور کرنا لہ تربیت بڑھوتری لہ یہ نہیں معلوم کہ دینار سو سو دیتے تھے یا درہم۔

کہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ حدیث شریف کی اتباع میں سب فقہا سے بڑھے ہوئے ہیں اور حضرت یحییٰ ابن یحییٰ تمیمی فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابو یوسف کو سُنا کہ اپنی وفات کے وقت فرماتے تھے کہ میں نے جس قدر فتویٰ دئیے ہیں ان سب سے میں نے رجوع[1] کیا مگر وہ جو کتاب و سنت کے موافق ہیں ایک روایت میں ہے مگر وہ جو قرآن شریف میں ہے۔ اور مسلمانوں نے اس پر اجماع[2] کیا ہے اور ابو اسحٰق ابراہیم ابن ابی داؤد برنسی نے یحییٰ ابن معین رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے فرمایا اصحاب الرائے میں امام ابو یوسف سے زیادہ حدیث جاننے والا اثبت دوسرا کوئی نہیں ہے۔

حضرت امام ابو یوسف قدس اللہ سرہٗ متبع سُنت اور منصف فی الحدیث تھے، عہدِ قضا کے باوجود ایک دن میں دو سو رکعت پڑھتے تھے

حکایت (۵۹۸) اور حضرت عباسؒ نے ابن معین سے روایت کی ہے فرماتے تھے کہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ صاحب حدیث اور صاحب سنت تھے۔ اور حضرت ابن سماعہ فرماتے ہیں کہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ بعد قاضی ہونے کے دن میں دو سو رکعت نماز پڑھا کرتے تھے۔ اور امام احمد نے فرمایا کہ امام ابو یوسفؒ حدیث میں منصف تھے۔

---

[1] سب سے لوٹ گیا یعنی اُن کو واپس لیا [2] اتفاق ۱۲

حکایت (۵۹۹) حضرت عبداللہ ابنِ مبارکؒ مجموعۂ فضائل تھے

حضرت امام ذہبی فرماتے ہیں کہ واللہ میں حضرت عبداللہ ابن مبارک سے حُب[1] فی اللہ رکھتا ہوں اور اُن کی محبت پر ثواب کی امید رکھتا ہوں۔ کیونکہ انہیں حق تعالیٰ نے تقویٰ[2]، عبادت، اخلاص، جہاد، وسعتِ علم، اتقان، جوانمردی[3] سارے صفاتِ حمیدہ عطا فرمائے تھے۔

حکایت (۶۰۰) حضرت عبداللہ ابنِ مبارکؒ کی صفاتِ حمیدہ

حضرت شعیب ابن حرب فرماتے ہیں اگر میں اپنی ساری ہمت و کوشش صرف کروں اور چاہوں کہ سال میں تین دن حضرت عبداللہ ابن مبارکؒ کے مثل ہو جاؤں تو یہ ناممکن نہیں ہوسکتا۔ اور ابو اسامہ فرماتے ہیں کہ ابن مبارکؒ حدیث میں امیر المؤمنین ہیں۔ اور حضرت حسن ابن عیسیٰ ابن ماسر جس فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ ابن مبارکؒ رحمۃ اللہ علیہ کے اصحاب جمع ہوئے انہوں نے کہا کہ حضرت کے عادات کا شمار کرو کہا ان میں بہت سی عادتیں جمع ہیں علم فقہ، ادب، نحو، لغت، زہد، شجاعت[3]، کشایش، فصاحت[4]، قیام لیل[5] عبادت، حج، غزوہ[6]، بیکار باتوں سے بچنا، انصاف اور اپنے اصحاب سے خلاف کم کرنا۔

---

[1] اللہ کے واسطے محبت [2] پرہیزگاری [3] بہادری [4] خوش بیانی [5] رات میں کھڑا رہنا [6] جہاد ۱۲

حکایت (۶۰۱) حضرت عبداللہ ابن مبارکؒ کا ذوقِ حدیث

حضرت علی ابن حسن ابنِ شقیق فرماتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ایک شب مسجد سے نکلنے کے قصد سے اُٹھ کھڑا ہوا وہ رات بہت سرد تھی آپ نے مجھ سے ایک حدیث کا ذکر فرمایا میں نے بھی ایک حدیث بیان کی پھر آپ حدیث شریف کا تذکرہ فرماتے رہے حتیٰ کہ مؤذن صبح کی اذان کے واسطے آپہنچا اور اُس نے اذان کہی۔

حکایت (۶۰۲) حضرت عبداللہ ابنِ مبارکؒ کا ذوقِ تقویٰ

حضرت نعیم ابن حماد فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ ابن مبارک جب کتاب الزہد پڑھتے تھے تو ایسا حال ہوتا تھا کہ مثل ذبح کئے ہوئے بیل کے تڑپتے تھے اور کلام نہیں کرسکتے تھے۔

حکایت (۶۰۳) حضرت عبدالوہاب وراقؒ کی خصوصیات

حضرت ابومزاحم خاقانی فرماتے ہیں کہ مجھ سے حسن ابن عبدالوہاب وراق نے فرمایا کہ اپنے والد عبدالوہاب وراق کو میں نے کبھی ہنستے ہوئے نہیں دیکھا صرف مسکرایا کرتے تھے، نہ میں نے کبھی انہیں دل لگی کرتے دیکھا۔ ایک بار مجھے اپنی والدہ کے ساتھ ہنستے ہوئے دیکھا تو فرمانے لگے صاحب قرآن ایسا ہنستا ہے۔ اور حضرت امام احمد بن حنبلؒ نے حضرت عبدالوہاب کا ذکر کیا فرمایا خدا انہیں

عافیت دے ویسا آدمی بہت کم دیکھا گیا۔ میں کہتا ہوں وہ امام احمد کے ساتھ بہت خصوصیت رکھتے تھے۔ اور حضرت مروزی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام احمد سے سُنا فرماتے تھے کہ عبدالوہاب بہت صالح آدمی ہے انہیں کا سا آدمی حق کے پانے کی توفیق عطا کیا جاتا ہے۔

حضرت ابوعیسیٰ اپنے زمانہ میں علم، حفظ، تقویٰ، زہد میں بے مثل تھے

حکایت (۶۰۴) حضرت حاکم فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمران علک سے سُنا ہے فرماتے تھے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا جب انتقال ہوا تو اپنے پیچھے خراسان میں ابوعیسیٰ کے مثل کسی کو نہ چھوڑا نہ علم میں نہ حفظ میں نہ اتقا اور زہد میں۔ حضرت ابوعیسیٰ خوف الٰہی سے اس قدر روئے کہ انکی آنکھیں جاتی رہیں اور کئی سال تک نابینا ہی رہے۔

حضرت محمد ابن نصر امام وقت خشوع خضوع والے تھے

حکایت (۶۰۵) حضرت ابوبکر صبغی فرماتے ہیں کہ حضرت محمد ابن نصر امامِ وقت ہیں ان سے اچھی نماز پڑھنے والا کوئی میری نظر سے نہیں گذرا مجھے خبر ملی ہے کہ نماز میں ایک بھڑ اُن کی پیشانی پر آ بیٹھی اور اُس کے ڈنک لگانے سے خون بہنے لگا مگر آپ نے حرکت نہیں کی۔ اور ابن خرم

فرماتے ہیں کہ حضرت محمد ابن نصر کے کان پر نماز میں مکھی بیٹھ جاتی اور خون بہنے لگتا لیکن اسے ہنکاتے نہ تھے اُن کی نماز کی خوبی اور اُن کے خضوع خشوع سے ہم تعجب کرتے تھے وہ اپنی ٹھوڑی کو سینہ پر رکھ کر مثل لکڑی کے کھڑے ہوتے تھے اور بہت خوبصورت تھے گویا اُن کے چہرہ پر انار کے دانے نچوڑ دیئے گئے ہیں۔ ریش مبارک سفید تھی۔

حضرت محمد ابن نصر کی دریادلی

حکایت (۶۰۶) حضرت محمد ابن عبدالوہاب ثقفی فرماتے ہیں

اسمٰعیل ابن احمد والی خراسان حضرت محمد ابن نصر رحمۃ اللہ علیہ کو سال میں ... ہزار درہم عطا کرتے تھے اور اُن کے بھائی اسحٰق ابن احمد بھی اسی قدر ... کرتے تھے اور اہل سمرقند بھی اسی قدر دیا کرتے تھے وہ سارا آپ بدون ... کے خرچ کر دیا کرتے تھے۔ لوگوں نے کہا اگر آپ جمع کریں تو اچھا ہو ... یا مجھے قوت مصر میں ملتی ہے اور کپڑے اور کاغذ میں میرا خرچ سالی ... بیس درہم ہیں اور ہمارا گمان یہ ہے کہ اگر یہ جاتا رہا تو وہ بھی باقی ... ں رہے گا۔ حضرت سلیمان فرماتے ہیں کہ حافظ محمد ابن نصر امام وقت ... مان سے توفیق دیئے گئے ہیں۔

حضرت محمد ابن نصر کا ایک عجیب واقعہ - حکایت (۶۰۵)

حضرت محمد ابن نصر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں مصر سے مکہ معظمہ کے ارادہ ... چلا میرے ساتھ میری ایک لونڈی تھی، کشتی غرق ہوگئی اور دو ہزار جزء

لہ غالباً ان کی تصنیف کے اجزاء تھے۔

جاتے رہے اور میں اور وہ لونڈی ایک جزیرہ میں جا پہنچے وہاں ہمیں کوئی نہ ملا اور مجھے شدت کی پیاس لگی اور پانی میسر نہ ہو سکا میں لونڈی کی ران پر سر رکھ کے رضائے موت میں لیٹ گیا ناگاہ ایک شخص میرے پاس ایک پانی سے بھرا ہوا کوزہ لے آیا میں نے بھی پانی پیا اور لونڈی کو بھی پلایا پھر وہ شخص چلا گیا نہ معلوم وہ کہاں سے آیا تھا۔

(۶۰۸) حضرت محمد ابن نصر کی تعظیم کرنے سے سلطنت کا حاصل ہونا حکایت

وزیر ابو الفضل بلعمی کہتے ہیں کہ میں نے وزیر اسمٰعیل بن احمد سے سنا کہتے تھے کہ میں سمرقند میں تھا اور ظلم پر آمادہ ہو بیٹھا تھا ناگاہ محمد ابن نصر داخل ہوئے میں انکی تعظیم کے واسطے کھڑا ہو گیا جب وہ نکلے تو مجھ پر میرے بھائی اسحاق خفا ہوئے اور کہا کہ رعیت کے ایک آدمی کے واسطے تو کھڑا ہوتا ہے۔ میں رات کو سویا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا میرے ساتھ میرا بھائی بھی تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میری طرف متوجہ ہوئے اور میرا بازو پکڑ کے فرمایا تیری اور تیری اولاد کی سلطنت محمد ابن نصر کو تعظیم دینے کی وجہ سے ثابت ہو گئی اور تیرے بھائی کی سلطنت محمد ابن نصر کے استخفاف کی وجہ سے جاتی رہی۔

(۶۰۹) حضرت بقی ابن مخلد لوگوں کے لئے جائے پناہ تھے حکایت

حضرت بقی ابن مخلد ثقہ تھے، حجت تھے، صالح، عابد، مجتہد یادِ الٰہی میں

لہ سختی ۲ موت کی خوشی اور تمنا میں ۳ توہین۔ معمولی جاننا

رونے والے تھے اپنے زمانہ میں اپنا مثل نہیں رکھتے تھے۔ یہ احمد ابن ابی خیثمہ نے بیان کیا ہے ہم ان کو مکنسہ کے نام سے پکارتے تھے یعنی پناہ کی جگہ۔

حکایت (۶۱۰) حضرت بقی ابن مخلدؒ کے کچھ حالات وخوبیاں

حضرت عبدالملک قرطبی نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے کہ حضرت بقی ابن مخلد طویل القامت تھے، مالدار تھے، ڈاڑھی والے بہت صبر کرنے والے تھے، بہت متواضع تھے، جنازہ میں ضرور شریک ہوا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ میں ایک شخص کو جانتا ہوں کہ اس کے طلب علم کے زمانہ میں اس کی خوراک کے واسطے کچھ نہیں ملتا تھا اور صرف کرنب کے پتوں پر اس کی اوقات بسری ہوتی تھی وہ شخص خود ہی تھے (اخفائے حال کی وجہ سے غائبانہ کلام کیا ۱۲) مصحح۔

حکایت (۶۱۱) حضرت بقیؒ کے کچھ اور فضائل

حضرت بقی ابن مخلد سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں جس کسی کے پاس گیا پیدل اپنے پاؤں سے چلکر گیا۔ اور بھی ان سے بہت سی نیکیاں اور عبادات اور ایثار منقول ہے حتی کہ اپنا کپڑا بھی دیدیتے تھے اور مستجاب الدعوات تھے۔

حکایت (۶۱۲) حضرت بقیؒ قائم اللیل، صائم الدھر مجاہد تھے

نقل ہے کہ حضرت بقی ابن مخلد ہر شب تیرہ رکعتوں میں سارا قرآن شریف ختم

حاشیہ بر صفحہ ۵۲

کرتے تھے اور ہمیشہ روزہ رکھتے تھے۔ اور ستر غزوں میں شریک ہوئے تھے۔

حکایت (۶۱۳) علم حاصل کرنے کے لئے مصائب اُٹھانا

حضرت ابو حاتم رازی فرماتے ہیں کہ میں ۲۱۴ سنہ ہجری میں بصرہ میں رہا حتی کہ اپنے کپڑے بیچے وہ بھی ختم ہو گئے تو دو دن بھوکا رہا اور اپنے ایک دوست سے ذکر کیا انہوں نے کہا میرے پاس ایک دینار ہے چنانچہ انہوں نے نصف دینار مجھے عنایت کیا ایک بار ہم دریا سے اُترے تو ہمارا توشہ ختم ہو چکا تھا تین دن تک ہم چلے اور کچھ نہ کھایا ہم نے اپنے آپ کو گرا دیا ہم میں ایک بوڑھا آدمی تھا وہ بیہوش ہو کر گر پڑا ہم نے اسے اُن کے ہلایا تو اس میں ہوش ہی نہ تھے انہیں چھوڑ کر ہم ایک فرسخ آگے گئے تو میں بیہوش ہو کر گر پڑا اور میرا ساتھی آگے گیا تو ایک کشتی دیکھی وہ لوگ ساحل پر اُترے اُس نے کپڑے کے اشارے سے بلایا انہوں نے آکے اسے پانی پلایا اُس نے کہا میرے دو ساتھی ہیں اُن کی بھی مدد کرو میں بے ہوش تھا ناگاہ ایک شخص نے میرے منھ پر پانی چھڑکا پھر پانی پلایا پھر اس بوڑھے کے پاس گئے ہم کئی روز تک وہاں رہے حتی کہ سانس لوٹ آئی (اللہ اکبر طلب علم کے واسطے کس قدر مصیبتیں برداشت کرتے تھے ۱۲ مصحح ترجمہ)۔

حکایت (۶۱۴) حضرت احمد ابن سلمہؒ کس قدر عبادت کرتے تھے

حضرت احمد ابن سلمہؒ نیشاپوری فرماتے ہیں کہ حضرت ہناد رضی اللہ عنہ بہت

(حاشیہ بر صفحہ ۵۵)

گریہ وزاری کرتے تھے ایک روز ہمیں پڑھا کر اُٹھے پھر وضو کر کے مسجد میں آئے اور زوال تک نماز پڑھتے رہے میں اُن کے ہمراہ مسجد میں تھا پھر گھر گئے اور وضو کر کے آئے اور ظہر کی نماز پڑھائی پھر اپنے پاؤں پر کھڑے ہو گئے اور عصر تک نماز پڑھتے رہے اور قرآن شریف بلند آواز سے پڑھتے تھے اور بہت روتے تھے۔ پھر ہمیں عصر کی نماز پڑھائی اور قرآن میں دیکھ کر پڑھنے لگے یہاں تک کہ میں نے مغرب کی نماز پڑھ لی۔ میں نے اُن کے ہمسایہ کے ایک شخص سے کہا کہ یہ شخص عبادت پر کس قدر صابر[۱] ہے اُس نے کہا ستر برس سے یہ اُن کی دن کی عبادت ہے اگر تم ان کی شب عبادت دیکھو گے تو کیا کہو گے، کبھی نکاح نہیں کیا نہ کوئی لونڈی خرید کر رکھی۔ انہیں راہب کوفہ کہتے تھے۔

منتخب از تہذیب التہذیب

حضرت ہشیم رحمۃ اللہ علیہ کے لئے خوشخبری حکایت (۶۱۵)

حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے خواب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ ہشیم رحمۃ اللہ علیہ سے فرما رہے تھے اے ہشیم اللہ تعالیٰ تمہیں میری اُمت کی جانب سے جزائے خیر[۲] عطا کرے۔

۱؎ (حاشیہ صفحہ ۵۴) ۱؎ جسکی دعائیں قبول کیجائیں ۱؎ حال کو چھپانا ۲؎ ـــــ سے (حاشیہ صفحہ ۵۳)

تین میل (حاشیہ صفحہ ہذا) ۱؎ صبر کرنیوالا یعنی قائم رہنے والا ۲؎ اچھا بدلہ ۱۲

منتخب از اصابہ

بیماریاں مومنین کے لئے گناہوں کا کفارہ ہیں۔

حکایت (۶۱۶) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ثابت ہوا ہے کہ مسلمانوں میں سے ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ ہمیں خبر دیجئے کہ یہ امراض جو ہمیں لاحق[1] ہوتے ہیں ان میں ہمیں کچھ ثواب بھی ملتا ہے، فرمایا یہ سب گناہوں کا کفارہ ہوتے ہیں۔ حضرت اُبی ابن کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا یا رسول اللہ اگرچہ بہت تھوڑی سی بیماری ہو، فرمایا اگرچہ ایک کانٹا ہو یا اس سے بھی کم۔ حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دعا کی کہ ان سے بخار جدا نہ ہو حتیٰ کہ وہ مرجائیں لیکن اُنہیں حج وعمرہ، جہاد و فرض نماز مع جماعت سے باز نہ رکھے راوی کہتے ہیں کہ مرنے تک اُن کی یہ کیفیت تھی کہ جب کوئی آدمی اُن کے بدن کو چھوتا تھا تو اس کو بخار کی گرمی محسوس ہوتی تھی۔ اس کو احمد اور ابو یعلی اور ابن ابی الدنیا نے روایت کیا ہے اور ابن حبان نے اس کی تصریح کی ہے اور طبرانی نے ابی ابن کعبؓ کی حدیث سے میں نے اس کو روایت کیا ہے اس کی اسناد حسن ہے۔

---

[1] شامل، بعد کو ملنے والا

۷۸۶

التماس از مصحح ترجمہ

ناظرین کرام سے اللہ کے واسطے التجا کرتا ہوں کہ اس احقر ظفر احمد عفی عنہ تھانوی کے لئے بھی دعاء حصول رضا[1] و حسن خاتمہ[2] فرمائیں اللہ تعالیٰ کا فضل و انعام ہے کہ اس نے اس احقر سے تصحیح ترجمہ کا کام لے لیا۔ جہاں فاش غلطی دیکھی میں نے اس کی اصلاح کر دی اور عربی اشعار جو کہ مترجم نے چھوڑ دیئے تھے میں نے بوقت تصحیح اضافہ کر دیئے۔ اللہ تعالیٰ میری غلطیوں کی بھی نیکی سے اصلاح فرمائیں آمین جعلنا اللہ وایاکم من حزبہ تحت لوائہ یوم القیامۃ بالعز والکرامۃ آمین وصلی اللہ علی سیدنا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین وسلام علی المرسلین والحمد للہ رب العالمین۔

[1] اللہ کی خوشنودی ۱۲ [2] ایمان پر خاتمہ ۱۲

اطلاع

آگے یہاں سے آخر کتاب تک چار سَو حکایات احیاء العلوم کے مہلکات[1] و منجیات[2] سے لیگئی ہیں

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فکرِ آخرت و اصلاحِ نفس

حکایت (۶۱۷) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ خدا کی رحمت ہو اُس شخص پر جو مجھ کو میرے عیب بتلا دے۔ اور حضرت سلمان فارسی سے اپنے عیوب پوچھا کرتے جب حضرت سلمان آپکے پاس تشریف لائے تو آپ نے فرمایا کہ کوئی ایسی بات بھی میری تم تک پہنچی ہے جو تمہیں بُری معلوم ہوا نہوں نے عرض کیا کہ اس بات سے مجھ کو معاف رکھیے آپ نے باصرار[3] پوچھا تو انہوں نے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ آپ نے دستر خوان پر دو سالن جمع کیے اور آپ کے پاس دو لباس ہیں ایک رات کا اور ایک دن کا۔ آپ نے فرمایا کہ ان کے سوا کچھ اور سُنا ہے انہوں نے کہا کہ نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اِن دونوں سے تسلی رکھو کہ ان کی ایک وجہ ہے۔

---

[1] ہلاک کرنے والی [2] نجات دینے والی [3] ضد کے ساتھ، ہٹ کرنا

حضرت ابراہیم ابن ادہمؒ کا حلم

حکایت (۶۱۸) روایت ہے کہ ایک روز ابراہیم ادہمؒ کسی جنگل میں جاتے تھے ایک سپاہی ملا اس نے کہا کہ تو بندہ ہے آپ نے فرمایا کہ ہاں اُس نے پوچھا کہ بستی کدھر ہے آپ نے قبرستان کی طرف اشارہ کر دیا اس نے کہا کہ میں آبادی پوچھتا ہوں آپ نے فرمایا کہ قبرستان ہی آبادی ہے۔ اس سے سپاہی کو غصہ آیا سر میں ایسا کوڑا مارا کہ سر پھٹ گیا اور اُن کو شہر میں پکڑ لایا۔ جب دوست آشنا آئے اور حال پوچھا تو سپاہی نے ماجرا بیان کیا انہوں نے کہا کہ یہ ابراہیم بن ادہمؒ ہیں، سپاہی گھوڑے سے اُتر پڑا اور آپ کے ہاتھ پاؤں چومنے لگا اور عذر کرنے لگا۔ بعد اس کے لوگوں نے ان سے کہا کہ آپ نے کیوں فرمایا تھا کہ میں بندہ ہوں، آپ نے فرمایا اس نے مجھ سے یوں نہیں پوچھا کہ تو کس شخص کا بندہ ہے بلکہ یوں پوچھا کہ تو بندہ ہے چونکہ میں بندۂ خدا تھا اس واسطے کہدیا کہ بندہ ہوں جب اس نے مجھے مارا تو میں نے اس کے لئے دعا جنت کی مانگی۔ لوگوں نے پوچھا اس نے تو آپ پر ظلم کیا تھا، آپ نے فرمایا کہ یہ مجھ کو یقین تھا کہ اس مصیبت پر مجھ کو ثواب ملے گا تو میں نے یہ اچھا نہ جانا کہ اس کے باعث مجھ کو ثواب ملے اور میری طرف سے اُس کو عذاب ہو۔

حکایت (۶۱۹) حضرت عثمان حیریؒ کا امتحان

ابو عثمان حیری کو کسی شخص نے بنظرِ امتحان دعوت کے بہانہ بُلایا جب آپ اُس کے گھر گئے تو کہا کہ اس وقت تو مجھ سے کچھ بن نہیں سکا آپ وہاں سے پھر آئے۔ جب بہت دور نکل آئے پھر وہ شخص آیا اور کہا کہ جو اس وقت موجود ہے اسی پر قناعت کیجیے جب دروازہ پر پہنچے تو جیسا پہلے کہا تھا ویسا کہا پھر آپ لوٹ گئے۔ اسی طرح کئی بار بُلایا اور پھر لوٹا دیا مگر آپ ذرا نہ مکدر[1] ہوئے پھر وہ شخص پاؤں پر گر پڑا اور کہا کہ میں نے آپ کو آزمانا چاہا تھا۔ سبحان اللہ کیا خُلق ہے، آپ نے فرمایا کہ جو بات تو نے میری دیکھی وہ تو صفت[2] کتے کی ہے کہ جب بلاؤ تو چلا آوے اور ہکاؤ تو ہٹ جاوے۔

حکایت (۶۲۰) حضرت عثمان حیریؒ کا اخلاق اور عاجزی

اور یہ بھی اُنہیں کا ذکر ہے کہ کسی روز سوار ہو کر ایک کوچہ میں گذر رہے اوپر سے کسی نے اُن کے اوپر راکھ پھینک دی اور آپ اُتر پڑے اور سجدۂ شکر ادا کیا اور کپڑوں پر سے راکھ جھاڑ دی اور کچھ نہ کہا۔ لوگوں نے کہا کہ آپ نے راکھ ڈالنے والے کو جھڑکا نہیں، آپ نے فرمایا کہ جو شخص مستحق آگ کا تھا اُس پر راکھ پڑے تو اُس کو غصّہ کرنا مناسب نہیں۔

---

[1] گدلا، مراد خفگی ہے [2] حالت، کیفیت، وصف

[stamp]

حضرت علی ابن موسیٰ کی تواضع حکایت

اور روایت ہے کہ حضرت علی بن موسیٰ کا رنگ سانولا تھا اس جہت سے کہ آپ کی والدہ حبشن تھیں۔ نیشاپور میں آپ کے دروازہ میں ایک حمام تھا جب آپ حمام میں جانا چاہتے تھے تو حمامی آپ کے لئے حمام خالی کر دیا کرتا تھا۔ ایک روز جو آپ حمام میں تشریف لے گئے وہ دروازہ بھیڑ کر کسی کام کو چلا گیا اتنے میں ایک شخص رستاقی آیا اور حمام کا دروازہ کھولکر اندر گھسا اور کپڑے اُتار کر حمام میں گیا۔ آپ کو دیکھ کر یہ جانا کہ حمام کا کوئی خادم ہے آپ سے کہا کہ اُٹھ کر میرے لئے پانی لا آپ نے اس کا کہنا کیا اور جو کہتا گیا کرتے گئے جب حمامی پھر کر آیا اور رستاقی کے کپڑے دیکھے اور اس کی گفتگو آپ کے ساتھ سُنی ڈر کر بھاگ گیا۔ جب آپ حمام سے نکلے تو حمامی کو پوچھا لوگوں نے کہا کہ وہ خوف کے مارے بھاگ گیا۔ آپ نے فرمایا اُس کو بھاگنا کیا ضرور تھا قصور اس کا ہے جس نے اپنا نطفہ حبشن کے حوالے کیا۔

حضرت ابو عبداللہ کا حلم

حکایت (۶۲۲) ابو عبداللہ خیاط کے حال میں لکھا ہے کہ آپ دُکان پر بیٹھتے اور کپڑے سیتے۔ ایک مجوسی جو آپ سے دشمنی رکھتا تھا اپنا کپڑہ سلواتا اور کھوٹے درم مزدوری میں دیتا آپ ان کو لیکر

له غسل کی جگہ ٢ه گاؤں والا ٣ه خیاط درزی ٤ه آتش پرست ١٢

نہ واپس کرتے اور نہ اُس کو خبر کرتے۔ ایک روز جو وہ مزدوری دینے آیا تو آپ کو نہ پایا آپ کا شاگرد بیٹھا تھا اُس کو اُجرت دیکر اپنا کپڑا مانگا شاگرد نے کھوٹا درہم دیکھ کر پھیر دیا۔ جب ابو عبداللہ آئے تو اُن سے حال کہا آپ نے فرمایا کہ تو نے بُرا کیا یہ مجوسی ایک برس سے یہی معاملہ کرتا ہے اور میں چپ چاپ اُجرت لیکر کنوئیں میں ڈالدیتا ہوں تاکہ کسی مسلمان کو دھوکا نہ دیوے۔

حضرت قیس بن عاصمؒ کی بُردباری

حکایت (۶۲۳) احنف بن قیس سے پوچھا کہ آپ نے حلمؔ کس سے سیکھا کہا کہ قیس بن عاصم سے۔ لوگوں نے کہا کہ ان کے حلم کا کیا حال ہے آپ نے کہا کہ ایک روز وہ اپنے گھر میں بیٹھے تھے اُن کی لونڈی ایک سیخچہ جس پر کباب چڑھے تھے لیکر آئی اُس کے ہاتھ سے چھوٹ کر اُن کے ایک لڑکے صغیر سنؔ پر گرا کہ اُس کے صدمہ سے وہ لڑکا مر گیا۔ وہ لونڈی ڈری آپ نے فرمایا کچھ خوف نہ کر میں نے تجھے للہ آزاد کیا۔

حضرت احنف بن قیس کا حلم

حکایت (۶۲۴) احنف بن قیس کو ایک آدمی نے گالیاں دینی شروع کیں آپ چپ چاپ چلے گئے جب محلے کے قریب پہنچے تو ٹھہر کر اس سے یہ کہا کہ اگر کچھ اور جی میں رہا ہو تو وہ بھی اب کہہ لے

ل بردباری ۲ تھوڑی عمر کا ۱۲

نہ ہو کہ محلہ کا کوئی بیوقوف تیری آواز سُنے اور تجھے ایذا دے۔

...رت علی رضی اللہ عنہ کا حلم۔ حکایت (۶۲۵)

...رت علی رضی اللہ عنہ نے ایک بار اپنے غلام کو پکارا وہ نہ بولا پھر آپ نے دوبارہ ...بارہ پکارا پھر نہ بولا آپ خود اُس کے پاس تشریف لائے تو دیکھا کہ ...ہو لیٹے آپ نے فرمایا کہ تو نے سُنا نہیں اس نے عرض کیا سُنا تو تھا، ...نے پوچھا کہ پھر جواب کیوں نہیں دیا اس نے عرض کیا کہ مجھ کو یہ خوف ...تھا ہی نہیں کہ آپ ماریں گے اس لئے کسل کر گیا۔ آپ نے فرمایا کہ ...نے للہ تجھے آزاد کیا۔

...رت مالک ابن دینار کا حلم۔ حکایت (۶۲۶)

...بن دینار کو ایک عورت نے پکارا کہ او ریاکار آپ نے فرمایا کہ یہ نام ...نے خوب نکالا جو اہلِ بصرہ بھول گئے تھے۔

...رت جرجانی قدس اللہ سرہ کی مشغولیت حکایت (۶۲۷)

...ی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے جرجانی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ستو دیکھے کہ روکھے ...لک رہے تھے میں نے کہا کہ یہ کس باعث سے آپ کرتے ہیں کہا کہ میں نے ...نے اور پھانکنے کا جو حساب لگایا تو ستر دفعہ سبحان اللہ کہنے کی مقدار

---

۱ تکلیف ۲ سستی ۳ دکھلانے کے لئے کام کرنے والا

چاہنے میں زیادہ دیر لگتی ہے اور اسی لئے چالیس برس سے میں نے
روٹی کھانی چھوڑ دی۔

حضرت عتبہؒ کی نفس کشی

حکایت (۶۲۸) عتبہؒ اپنا آٹا
گوندھ کر دھوپ میں رکھدیتے جب
سوکھ جاتا تو کھالیتے اور کہتے ایک ٹکڑے اور نمک پر رہنا چاہیئے یہاں
تک کہ آخرت میں بھنا گوشت اور عمدہ کھانا تیار ہو جاوے۔ اور کوزہ
اُٹھا کر ایک ٹھلیا میں سے پانی پیتے جو تمام دن دھوپ میں رہتی تھی آپ کی
لونڈی کہتی کہ اگر اپنا آٹا آپ مجھ کو دیدیا کریں تو میں پکا دیا کروں گی اور
پانی ٹھنڈا کر دیا کروں گی آپ جواب دیتے کہ غرض بھوک کے کتے کو
روکنا ہے سو یوں بھی رُک جاتا ہے۔

حضرت ابراہیم ابنِ ادہمؒ کی نفس کشی

حکایت (۶۲۹) شقیق ابن ابراہیم کہتے
ہیں کہ میں نے ابراہیم ابنِ ادہمؒ کو مکہ معظمہ کے سوق[۱] الیل میں جو آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدا ہونے کی جگہ کے قریب ہے دیکھا کہ رستہ[۲] کے
ایک کنارہ پر بیٹھے ہوئے روتے تھے میں بھی راہ چھوڑ کر اُن کے پاس
جا بیٹھا اور سبب گریہ[۳] کا پوچھا انہوں نے فرمایا خیریت ہے پھر میں نے دو
سہ بارہ پوچھا انہوں نے فرمایا کسی سے کہو نہیں تو کہوں میں نے کہا کہ
بہتر آپ فرمائیں۔ انہوں نے کہا کہ تیس برس سے میرا دل حریرہ کو

۱؎ بازار ۱۲ ۲؎ ۔۔۔ ۱۲ ۳؎ رونا ۱۲

چاہ رہا تھا مگر میں بکمال کوشش سے اُس کو روکتا تھا۔ کل رات میں بیٹھا ہوا تھا کہ اونگھنے لگا۔ اتنے میں ایک شخص آیا جس کے ہاتھ میں سبز پیالہ تھا اس میں بھاپ اور خوشبو حریرہ کی آتی میں نے اپنی ہمت سے نفس کو روکا پھر اُس نے پیالہ میرے قریب کر کے کہا کہ اے ابراہیم کھا میں نے کہا کہ میں نے اس کو للہ چھوڑ دیا ہے نہ کھاؤں گا اُس نے کہا کہ اگر خدا ہی کھلا دے تو کھانا چاہئے مجھے کچھ جواب اور تو نہ بن آیا رونے لگا پھر اس نے کہا کہ لو کھاؤ میں نے کہا کہ ہم کو حکم ہے کہ جب تک یہ نہ معلوم ہو کہ کھانا کہاں سے آیا ہے تب تک ہاتھ نہ ڈالیں اُس نے جواب دیا کہ کھاؤ یہ تمہارے ہی واسطے عنایت ہوا ہے مجھے حکم ہوا ہے کہ لے اے صفر یہ پیالہ کو لیجا اور نفس ابراہیم ابن ادھم کو کھلا دے کیونکہ اس نے اب بہت دنوں سے نفس پر صبر کر کے اس کو روک رکھا ہے اب اللہ نے اس پر رحم کیا اور اے ابراہیم یہ بھی یاد رکھو کہ میں نے فرشتوں سے سُنا ہے کہ وہ کہتے ہیں جو شخص عطا کو نہیں لیتا تو پھر اگر طلب کرتا ہے تو نہیں ملتی۔ میں نے کہا کہ اگر یہی حال ہے تو میں تمہارے سامنے ہوں اس کا عقدہ اللہ ہی کھولے گا پھر میں نے جو دیکھا تو ایک اور شخص نظر آیا کہ اُس نے پہلے کچھ دیا اور کہا کہ تو ہی اپنے ہاتھ سے کھلا دے پس اُس نے میرے منہ میں لقمہ دینا شروع کیا یہاں تک کہ میں سو گیا جب جاگا تو اُس کا مزہ منہ میں پایا۔ شقیق کہتے ہیں کہ جب ابراہیم نے یہ بات تمام کی میں نے کہا کہ اپنا ہاتھ تو لاؤ اُن کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں پکڑ کے

---

۱ بخشش الٰہی ۲ گرہ ۱۲

بوسہ دیا اور یوں کہنے لگا کہ خداوندا جو لوگ اپنی شہوتوں کو اچھی طرح روکتے ہیں تو اُن کی آرزو پوری کرتا ہے، دل میں یقین تو ہی ڈالتا ہے، دلوں کو ان سے مطمئن تو ہی رکھتا ہے، اپنے بندہ شقیق پر بھی نظر توجہ ہو پھر حضرت ابراہیم بن ادہم کا ہاتھ آسمان کی طرف اُٹھا کر کہنے لگا کہ الٰہی اس ہاتھ کی اور اس ہاتھ والے کی برکت سے اور اس انعام کی برکت سے جو تو نے اُن پر فرمایا اپنے بندہ مسکین پر عطا کر وہ تیرے ہی فضل واحسان و رحمت کا محتاج ہے اگرچہ اس کا سزاوار نہیں اس کے بعد وہ اُٹھ کھڑے ہوئے اور چلکر حرم شریف میں داخل ہوئے۔

حکایت (۶۳۰) حضرت مالک ابنِ دینارؒ کا زہد و نفس کُشی

مالک ابن دینارؒ کو کہتے ہیں کہ چالیس برس دودھ کو چاہتے رہے مگر نہ پیا اور ایک روز اُن کے پاس تر چھوارے ہدیہ آئے اور لوگوں نے ان سے کھانے کو اصرار کیا، آپ نے فرمایا تمہیں کھالو میں نے چالیس برس سے ان کو نہیں چکھا۔

حکایت (۶۳۱) حضرت ابو سلیمان دارانیؒ کی نفس کُشی

احمد بن ابی الحواری کہتے ہیں کہ ابو سلیمان دارانی کا دل ایک بار گرم روٹی نمکین کو ہوا میں سامنے لے گیا آپ نے ایک بار دانت سے کتر کر چھوڑ دیا اور رو کر کہنے لگے کہ بہت سی محنت و مشقت کے بعد تو نے میری آرزو جلد عنایت کی اب میں پکی توبہ

ا؎ چو ماسلہ خواہشوں ۳؎ عاجز ۵؎ لایق ۵؎ تمنا ۱۲ ۱۲ ۱۲

کرتا ہوں مجھ کو معاف فرما۔ احمد کہتے ہیں کہ پھر کبھی نمک زندگی بھر نہ کھایا۔

حکایت (۶۳۲) حضرت مالک ابنِ ضیغم کا نفس کے ساتھ جہاد

مالک بن ضیغم فرماتے ہیں کہ میں بصرہ کے بازار میں جاتا تھا ایک ترکاری دیکھی، میرے نفس نے کہا کہ رات کو مجھ کو یہ کھلا دے میں نے قسم کھائی کہ چالیس روز نہ کھلاؤں گا۔

(ایضاً)

حکایت (۶۳۳) یہ بھی انہیں کا قول ہے کہ میں نے دنیا کو پچاس برس سے چھوڑ دیا ہے، میرا دل دودھ کو چالیس برس سے چاہتا ہے مگر بخدا عمر بھر نہ پیوں گا۔

حکایت (۶۳۴) حضرت داؤد طائیؒ کا نفس کو خطاب

حماد بن ابی حنیفہ کہتے ہیں کہ میں داؤد طائیؒ کے پاس آیا وہ دروازہ بند کئے ہوئے کہہ رہے تھے کہ تو نے روٹی چاہی میں نے کھلا دی پھر خرما کھانا چاہتا ہے میں نے قسم کھائی کہ کبھی نہ کھلاؤں گا پھر جب میں نے ..... سامنے ہو کر سلام کیا تو معلوم ہوا کہ صرف اکیلے اپنے نفس سے کہہ رہے تھے

حکایت (۶۳۵) نفس کشی کی ایک اور مثال

موسیٰ اشج نقل ہے کہ بیس برس سے میرا دل در درہ نمک کو چاہتا ہے۔

حکایت (۶۳۶) احمد بن خلیفہ کہتے ہیں کہ بیس برس تک میرا نفس یہی کہتا رہا کہ پانی پیٹ بھر کر پلادے مگر میں نے کبھی سیراب نہ کیا۔

حضرت عتبہؒ کا زہد و تقویٰ

حکایت (۶۳۷) عتبہ غلام کہتے ہیں کہ سات برس تک میرا دل گوشت کو چاہتا رہا بعد اس کے مجھے شرم آئی کہ کب تک ٹال بتاؤں سات برس سے تو ٹال رہا ہوں آخر ایک گوشت کا ٹکڑا لیکر بھونا اور اُس کو لیکر ایک روٹی میں لپیٹا اور ایک لڑکے کو دیکھ کر اُس سے پوچھا کہ تو فلانے کا بیٹا ہے جو مر گیا ہے اُس نے کہا کہ ہاں پس وہ روٹی اُس کے حوالے کی کہتے ہیں کہ روٹی دیکر آپ رونے لگے اور یہ آیت پڑھی "ویطعمون الطعام علیٰ حبہ مسکیناً و یتیماً و اسیراً" اور پھر کبھی گوشت نہ کھایا۔ اور چند روز اُن کا دل خرما کو چاہا کیا ایک روز کسی قدر خرید کر رات کے لئے رکھ چھوڑے کہ اسی سے افطار[۱] کروں گا اتنے میں ہوا کا طوفان آیا اور اندھیرا ہو گیا۔ لوگوں کو خوف معلوم ہوا، عتبہ اپنے نفس سے کہنے لگے کہ یہ بلا تم اسی سبب سے آئی کہ میں نے تیری خاطر سے اتنے خرمے مول لئے اب خبردار ان کو مت چکھنا۔

حضرت داؤد طائیؒ کی نفس کُشی

حکایت (۶۳۸) داؤد طائیؒ نے دھیلے کے نقل اور پیسہ کا سرکہ مول لیا اور تمام رات نفس سے کہتے رہے کہ اے داؤد قیامت کو

[۱] روزہ کھولوں گا۔ [۲] مصیبت ۱۲

کیسا بڑا حساب دینا پڑیگا، پھر ہمیشہ روکھی روٹی کھائی۔

حضرت عتبہ غلام کی نفس کشی

حکایت (۶۳۹) عتبہ غلام نے ایک روز عبدالواحد بن زید سے کہا کہ فلانا شخص اپنے نفس میں ایسا درجہ بتلاتا ہے کہ میں اس رتبے کو اپنے نفس میں نہیں پاتا انہوں نے کہا کہ یہ اس لئے ہے کہ تم روٹی کے ساتھ خرما[1] کھاتے ہو اور وہ صرف روٹی ہی کھاتا ہے، عتبہ نے کہا کہ اگر میں بھی خرما چھوڑ دوں تو وہ رتبہ حاصل ہوگا انہوں نے کہا کہ بے شک پس عتبہ رونے لگے لوگوں نے کہا کہ کیا خرما پر روتے ہو، عبدالواحدؒ نے فرمایا کہ کچھ نہ کہو کہ نفس نے جان لیا کہ ارادہ پکا کرتے ہیں اور جس چیز کو چھوڑیں گے پھر اس کی طرف رجوع نہ کریں گے

حضرت جنید کا ندائے غیبی پر انجیر اٹھوا دینا

حکایت (۶۴۰) جعفر بن نصر کہتے ہیں کہ مجھ کو حضرت جنیدؒ نے فرمایا کہ تھوڑے انجیر میرے لئے خرید لا جب میں مول لے آیا تو افطار کے وقت ایک منہ میں رکھا اور تھوک دیا اور کہا کہ اٹھا لیجا، میں نے سبب پوچھا تو فرمایا کہ گوشِ دل میں غیب سے یہ ندا آئی کہ تو نے میری خاطر چھوڑا تھا کیا پھر کھائیگا۔

حضرت عطار سلمیؒ کا مقام

حکایت (۶۴۱) صالح کہتے ہیں کہ میں نے عطار سلمی کی خدمت میں عرض کیا کہ میں آپ کے لئے ایک چیز بھیجنا چاہتا ہوں بشرطیکہ آپ واپس نہ کریں انہوں نے

---

[1] چھوارہ کھجور [2] نہ توڑیں گے [3] فروزہ کھولنے کے وقت [4] دل کے کان [5] عالم غیب سے

فرمایا بہتر، میں نے اپنے لڑکے کے ہاتھ ستو، گھی اور شہد میں ملا کر بھیج دیئے اور کہہ دیا کہ جب تک وہ نہ کھالیں تب تک مت آنا، آپ نے کھلئے۔

دوسرے روز میں نے پھر بھیجے آپ نے نہ لیئے اور واپس کر دیئے پس میں آپ سے خفا ہو کر کہنے لگا کہ سبحان اللہ آپ نے میرا ہدیہ واپس کیا۔ جب انہوں نے مجھ کو غصہ میں دیکھا فرمایا کہ بُرا ماننے کی بات نہیں ایک بار تو میں نے تعمیل کی جب دوسری بار تم نے بھیجا تو ہر چند میں نے کھانا چاہا مگر نہ ہوسکا جب میں ارادہ کھانے کا کرتا تھا یہ آیت یاد پڑتی تھی "یتجرعہ و لایکاد یسیغہ" آخر تک، صالح کہتے ہیں کہ میں رویڑا اور دل میں کہنے لگا کہ میں اور کہیں ہوں اور تم اور کہیں۔

حضرت سری سقطیؒ کی نفس کُشی

حکایت (۶۴۲) سری سقطیؒ فرماتے ہیں کہ میرا نفس تیس برس سے چاہتا ہے کہ روٹی شیرۂ انگور میں تر کر کے کھاؤں مگر میں نے نہیں کھلائی۔

ایک شخص کا نفس کے ساتھ خطاب

حکایت (۶۴۳) ابو بکر جلاء نے فرمایا ہے کہ ایک شخص میں نے ایسا دیکھا ہے کہ اُس کا نفس اُس سے کہتا تھا کہ میں دس روز تک کچھ نہ کھاؤں گا بشرطیکہ تو دس روز کے بعد جو کہوں وہ کھلادے۔ اُس نے جواب دیا کہ میں دس روز کا فاقہ نہیں چاہتا تو بھی تمنا چھوڑ دے۔

اللہ پاک کی کسی نعمت کو حقیر نہ جاننا چاہیئے

حکایت (۶۴۴) ایک عابد کا ذکر ہے

کہ انہوں نے کسی اپنے یگانہ[1] کی دعوت کی اور روٹیاں سامنے رکھدیں وہ شخص روٹیوں کو لوٹنے لگا کہ اچھی دیکھ کر کھاوے۔ عابد نے فرمایا کہ یہ کیا کرتے ہو تم کو معلوم نہیں کہ جس روٹی کو تم نے چھوڑ دیا اُس میں کتنی حکمتیں ہیں اور کتنے کاریگروں کے ہاتھ سے تمہارے پاس آئی، اول ابر سے چلو کہ اُس میں پانی آیا اور پانی سے زمین اور ہوا اور چوپایہ تازے ہوئے اور بہت سے لوگوں نے کام کیا جب کہیں تم تک آئی اب تم ان کو لوٹتے ہو رغبت سے نہیں کھاتے ؟۔

نفس گدھا ہے اُس کا پیٹ بھرو تو اس سے خوب محنت لو

حکایت (۵۴۶) حضرت سفیان ثوری جس رات شکم سیر ہوتے تو تمام رات عبادت کرتے اور اگر دن کو سیر ہوتے تو پیاپے[2] نماز و ذکر میں مصروف رہتے اور فرماتے کہ کالی بلا کا پیٹ بھرو اور محنت لو۔ خواہ یوں کہتے کہ گدھے کو شکم سیر کر کے اس سے محنت لو۔

ایک بزرگ اندھے کیوں بن گئے؟

حکایت (۵۴۶) ایک بزرگ نے ایک خوبصورت عورت سے نکاح کیا جب رخصت کے دن قریب آئے اُس کے چیچک نکل آئی اُس کے گھر والوں کو نہایت رنج ہوا کہ اب شوہر اس کو پسند نہ کریگا اس مرد بزرگ نے خبر پا کر بہانہ کیا کہ میری آنکھیں دُکھتی ہیں اور بعد اس کے

---

[1] اپنے کسی رشتہ دار کی [2] پیٹ بھر کر کھانا [3] لگاتار متواتر [4] لگے رہتے

اندھا بن گیا جب وہ عورت گھر میں آئی بیس برس تک رہ کر مر گئی پھر آپ نے آنکھیں کھولدیں، لوگوں نے سبب پوچھا کہا کہ میں جان بوجھ کے اندھا ہوا تھا تاکہ سسرال والے رنج نہ کریں لوگوں کو کمال حیرت[1] ہوئی اور کہا کہ ایسے لوگ چل بسے اب دنیا میں نہیں۔

حضرت سعید ابن المسیب نے اپنی صاحبزادی کی نسبت بادشاہ وقت کے لڑکے کیساتھ نہیں کی اور ایک فقیر کیساتھ کر دی

حکایت (۷۴۶) عبداللہ بن ابی وداعہ کہتے ہیں کہ میں حضرت سعید ابن المسیب کے پاس جا کر بیٹھا کرتا تھا چند روز نہ گیا پھر ایک روز جب گیا تو پوچھا کہ کہاں تھے میں نے کہا کہ میری بیوی مر گئی تھی اس لئے حاضری سے مقصر[2] رہا، آپ نے فرمایا کہ تم نے ہم کو اطلاع نہ کی ہم بھی آتے۔ بعد اس کے میں نے اُٹھنا چاہا آپ نے فرمایا کہ اب اور کوئی بیوی ہے کر اُٹھے جاتے ہو میں نے عرض کیا کہ حضرت میری دو چار پیسہ کی اوقات ہے مجھے کون بیٹی دیتا ہے آپ نے فرمایا کہ میں دیتا ہوں، میں نے عرض کیا کہ آپ دیں گے فرمایا کہ ہاں اور خطبہ پڑھ کر تھوڑے سے مہر پر اپنی لڑکی کا نکاح مجھ سے کر دیا میں وہاں سے اُٹھا اور خوشی کے مارے پھولا نہ سماتا تھا اور یہ سوچتا تھا کہ کس سے اُدھار لوں کیا کروں اسی میں مغرب کا

---

[1] حیرانی تعجب ۱۲ [2] کوتاہی کرنے والا ۱۲

وقت ہوا میں نماز پڑھ کر گھر آیا اور چراغ جلایا روزہ افطار[1] کرکے روٹی اور تیل کھانے بیٹھا اتنے میں دروازہ سے دستک کی آواز آئی میں نے پوچھا کون ہے کہا سعید۔ میں نے بہت فکر کیا کہ کون سے سعید ہیں خیال میں نہ آیا اور سعید بن المسیب کا دھیان بھی نہ تھا کیونکہ انہوں نے چالیس برس سے مسجد کے سوا جانا بالکل ترک[2] کر دیا تھا۔ جب میں دروازہ پر آیا تو دیکھا کہ سعید بن المسیب ہیں مجھ کو خیال ہوا کہ شاید کوئی ضرورت آپ کو ہوئی ہوگی میں نے عرض کیا کہ آپ نے مجھے کیوں نہ بلوالیا فرمایا کہ تمہارے پاس آنا ہی مناسب تھا۔ میں نے پوچھا کہ کیا حکم ہے، فرمایا کہ تم نے نکاح کیا تھا مجھے تمہارا اکیلا ہونا برا معلوم ہوا اس لئے تمہاری بیوی کو پہنچانے آیا ہوں۔ میں نے جو دیکھا تو واقع میں وہ نیکبخت اُن کے پیچھے کھڑی ہوئی ہے انہوں نے اُس کا ہاتھ پکڑ کے دروازہ میں کر دیا اور دروازہ کو بند کر دیا۔ وہ عورت مارے شرم کے گر پڑی میں نے دروازہ کو خوب بند کر دیا پھر جس پیالہ میں روٹی اور تیل رکھا تھا اُس کو چراغ کے سامنے سے ہٹایا کہ عورت کی نظر اُس پر نہ پڑے پھر چھت پر چڑھ کر اپنے ہمسایوں کو پکارا سب جمع ہو گئے پوچھا کہ کیا حال ہے، میں نے کہا کہ سعید بن المسیب نے آج دن کو اپنی بیٹی مجھے بیاہی تھی اب رات کو مجھے خبر بھی نہ تھی کہ وہ اسے یہاں پہنچا گئے۔ لوگوں نے تعجب سے پوچھا کہ کیا سعید نے تمہارا نکاح کیا ہے، میں نے کہا ہاں انہوں نے پوچھا کہ لڑکی

---

[1] روزہ کھول کر ۱۲ [2] چھوڑ دیا ۱۲

گھر میں ہے، میں نے کہا کہ ہاں تو سب لوگ اُس کے پاس گئے اور میری والدہ کو جو خبر پہنچی انہوں نے آکر کہا اگر تین دن تک تو نے اس کو چھیڑا تو کبھی منھ نہ دیکھوں گی تین دن میں ہم اس کو ٹھیک کر لیں گے تب مضائقہ نہیں تین دن میں علیحدہ رہا پھر جو میں نے اُس کو دیکھا اور اُس سے بات چیت کی تو نہایت خوبصورت، کلام اللہ کی حافظ اور طریق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عالم اور حقوق شوہر سے واقف پایا۔ ایک مہینہ تک نہ سعید بن المسیب میرے پاس آئے اور نہ میں اُن کے پاس گیا بعد مہینے کے میں گیا تو آپ حلقہ میں تھے میں نے سلام کیا آپ نے جواب سلام دیکر کچھ نہ کہا جب لوگ اُٹھ گئے اس وقت پوچھا کہ اس آدمی کا کیا حال ہے میں نے کہا بہت اچھا حال ہے دوست خوش ہوں اور دشمن جلیں، کہا کہ اگر کوئی بات خلاف مرضی پاؤ تو لاٹھی سے خبر لینا میں گھر کو چلا آیا۔ انہوں نے بیس ہزار درہم میرے پاس بھیجدیئے۔ اور یہ لڑکی وہی تھی جس کو عبدالملک بن مروان اپنے بیٹے ولید کے ساتھ اپنے عہد خلافت میں نسبت چاہتے تھے مگر سعید بن المسیب نے انکار کر دیا تھا اور عبدالملک نے ایک حیلہ قائم کر کے ان کے سو کوڑے مارے تھے اور جاڑے کے موسم میں ایک گھڑا پانی کا اُن پر ڈالا تھا اور کمل کا کرتہ پہنایا تھا۔ پس اُن کا اُسی رات رخصت کر دینا کمال دینداری اور احتیاط کی دلیل ہے۔ جزاہ اللہ خیر الجزاء۔

۱؎ حرج ۲؎ رشتہ ۳؎ مکاری ۴؎ دینداری کا پورا ہونا ۱۲

توبہ کرنے والے کا درجہ

حکایت (۶۸۴) ابوبکر بن عبداللہ مزنی روایت کرتے ہیں کہ ایک قصاب اپنے ہمسایہ کی لونڈی پر عاشق ہوا جب اُس کے مالک نے اُس کو کسی کام کے لئے دوسرے گاؤں میں بھیجا تو قصاب اُس کے پیچھے ہو اور مطلب کا خواہاں اس لونڈی نے کہا کہ جتنا تم مجھے چاہتے ہو اس سے زیادہ میں تمہیں چاہتی ہوں مگر اس بات سے درگذر رو کہ مجھ کو خدا کا خوف معلوم ہوتا ہے اس نے کہا کہ جب تجھے خوف ہے تو مجھے نہ ہوگا، غرضکہ تائب[1] ہو کر پھرا بعد اس کے اس کو اس شدت کی پیاس لگی کہ قریب مرنے کے ہوگیا۔ اتنے میں انبیاء بنی اسرائیل میں سے کسی کا قاصد ملا اُس نے اس سے حال پوچھا اس نے کہا کہ میں پیاسا ہوں، نبی کے قاصد نے فرمایا کہ آؤ ہم تم دعا کریں کہ خدائے تعالیٰ اس گاؤں میں جانے تک ابر کا سایہ ہم پر کردے اس نے کہا کہ میں نے کوئی کام نیک نہیں کیا کہ دعا مانگوں تم دعا مانگو قاصد نے کہا کہ اچھا میں دعا مانگتا ہوں تم آمین کہنا پھر قاصد نے دعا شروع کی اور قصاب آمین کہتا گیا یہاں تک کہ ایک بادل کا ٹکڑا ان دونوں کے سر پر ہوگیا اور گاؤں میں پہنچ گئے۔ جب قصائی اپنے مکان کی طرف کو جدا ہوا تو ابر بھی اس کے ساتھ ہی ہولیا۔ قاصد نے کہا کہ تم تو کہتے تھے کہ میرے پاس کوئی عمل نیک نہیں دعا میں نے مانگی تھی اور آمین تم نے کی تھی اور بادل دونوں پر آیا تھا اب کس طرح تمہارے ساتھ ہولیا۔ اپنا حال مجھ سے کہو اس نے قصہ توبہ کا بیان کیا۔ قاصد نے کہا کہ خدا کے نزدیک

[1] توبہ کرنیوالا ۱۲

تائب کا وہ درجہ ہے کہ کسی کا نہیں۔

ایک عابد کی پاکدامنی اور خوفِ خدا کا بے نظیر واقعہ

حکایت (۶۴۹) احمد بن سعید اپنے باپ سے ناقل ہیں کہ کوفہ میں ہمارے پاس ایک جوان نہایت شکیل وخوبصورت وخوش سیرت عابد رہتا تھا کبھی مسجد جامع سے گویا جدا نہ ہوتا۔ ایک عورت جمیلہ عقیلہ اُس کو دیکھ کر فریفتہ ہوئی اور مدت تک ویسی ہی رہی۔ ایک روز وہ شخص مسجد کو جاتا تھا اس کی راہ میں کھڑی ہوگئی اور کہنے لگی کہ میاں صاحب جو کچھ میں کہوں اس کو سن لیجئے پھر جو دل میں آئے سو کیجئے مگر شخص مذکور نے کچھ نہ کہا اور چلا گیا۔ پھر جب وہ گھر کو جانے لگا پھر راستہ روک کر کہا کہ میری بات سنتے جاؤ انہوں نے گردن جھکالی اور بڑی دیر کے بعد فرمایا کہ یہ تہمت کی جگہ ہے مجھے اچھا نہیں معلوم ہوتا کہ کوئی مجھ پر تہمت کرے اُس نے کہا کہ میں جو یہاں آکر کھڑی ہوں تو یہ بات نہیں ہے کہ تمہارا حال نہیں جانتی بلکہ خدا نہ کرے کہ لوگوں کو میری طرف سے ایسا ویسا حال معلوم ہو مگر مجھ کو خود اس جیسے کام میں تمہارے پاس آنا پڑا مجھے خود معلوم ہے کہ لوگ تھوڑی سی بات کو زیادہ جانا کرتے ہیں اور تم لوگ عابد مثل آئینہ کے ہو ذرا سی بات سے تم کو عیب لگ جاتا ہے۔ مجھے سو کی ایک بات یہ کہنی ہے کہ

سمایا ہے جس دن سے نظروں میں میری ❊ جدھر دیکھتی ہوں اُدھر تو ہی تو ہے

۱؎ اچھی عادت والا ۲؎ عبادت کرنے والا ۳؎ عبادت کرنے والا ۴؎ عاشق ۵؎ اتہام ۱۲

تومیرے اور تیرے معاملہ کو خدا ہی چکا دے۔ راوی کہتا ہے کہ وہ جوان یہ سنکر گھر چلے گئے اور نماز پڑھنی چاہی مگر سمجھ میں نہ آیا کہ کیا پڑھتے ہیں ایک پرچہ کاغذ لیکر اس پر ایک رقعہ لکھا اور گھر سے نکلے دیکھا کہ عورت راہ میں اسی جگہ کھڑی ہوئی ہے وہ رقعہ اُس کی طرف پھینک کر اپنے گھر چلے آئے۔ مضمون رقعہ کا یہ تھا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، اے عورت آگاہ ہو کہ جب بندہ نافرمانی خدا کی کرتا ہے تو وہ بردباری[1] فرماتا ہے اور جب دوبارہ کرتا ہے تب بھی پردہ پوشی[2] فرماتا ہے ع گنہ بیند و پردہ پوشد بحلم۔ اور جب گناہ کو اپنا شعار کر لیتا ہے تو پھر اس پر ایسا غضب[3] نازل[4] ہوتا ہے کہ نہ اُس کو زمین و آسمان سہار سکیں نہ پہاڑ و اشجار نہ دد و دام ؎

بہ تہدید گر برکشد تیغ حکم ٭ بمانند کروبیاں صم و بکم

پس ایسے غضب کی کس کو طاقت ہے اور جو تو نے بات کہی تھی وہ اگر باطل ہے تو یاد کر اس دن کو کہ آسمان گلے ہوئے تانبے کی شکل کا ہوگا اور پہاڑ دھنی روئی کی طرح اور صولت جباری[5] اور دبدبۂ قہاری اس زور شور پر ہوگا کہ تمام لوگ گھٹنے کے بل گرے ہوئے ہوں گے۔ اور میرا حال یہ ہے کہ میں اپنے ہی نفس کی اصلاح نہیں کر سکتا تا بدیگرے چہ رسد اور اگر تیرا مقولہ حق ہے تو ایسا طبیب بتلائے دیتا ہوں کہ تمام دردوں کی دوا کرے اور مہلک بیماریوں کا علاج فرمائے وہ ذات پاک اللہ جل شانہ کی ہے اسی کی طرف صدق دل سے رجوع کرنا چاہیے۔ اور مجھ کو تیری

[1] غصہ کو برداشت کرنا [2] پردہ ڈھانپنا [3] غصہ [4] اُترنا [5] دبدبہ ۱۲ ش

کہ دوزخ میں جانا پڑیگا، اُس نے جواب دیا کہ ہاں معلوم ہے، اس نے کہا یہ بھی معلوم ہے کہ اس میں سے نکلنا بھی نصیب ہوگا، جواب دیا کہ یہ تو معلوم نہیں، کہا کہ پھر خوشی کس چیز سے کر رہے ہو۔ کہتے ہیں کہ پھر کسی نے اس کو مرتے دم تک ہنستے نہ دیکھا۔

حکایت (۶۵۴) حضرت حسین رضی اللہ عنہ پر خدا کے خوف کا غلبہ

یوسف بن اسباط کہتے ہیں کہ حسین رضی اللہ عنہ تیس برس تک نہ ہنسے۔

خوفِ خدا کا غلبہ

حکایت (۶۵۵) عطا سلمی کی نقل ہے کہ وہ چالیس برس تک نہ ہنسے۔

خوفِ خداوندی

حکایت (۶۵۶) وہب بن اورد نے کچھ لوگوں کو دیکھا کہ عیدِ فطر میں ہنس رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اگر ان کی مغفرت ہوگئی ہے تو یہ فعل شکر کرنے والوں کا سا نہیں ہے اور اگر مغفرت نہیں ہوئی تو یہ کام خوف کرنے والوں کا سا نہیں۔

حضرت زہریؒ کا مبارک مقولہ "چغلخور سچا نہیں ہوتا"

حکایت (۶۵۷) روایت ہے کہ سلیمان بن عبد الملک بیٹھے ہوئے تھے اور ان کے پاس حضرت زہری بھی تھے اتنے میں ایک شخص آیا، سلیمان نے اس سے کہا کہ میں نے سُنا ہے کہ تو نے میرے حق میں ایسا ایسا کہا ہے اس نے عرض کیا کہ یہ حرکت مجھ سے نہیں ہوئی اور نہ میں نے کچھ کہا، سلیمان نے کہا کہ

جس نے مجھ سے کہا ہے وہ سچا آدمی ہے پھر حضرت زہری نے کہا کہ نمام سچا نہیں ہوتا سلیمان نے کہا کہ واقع میں آپ نے درست فرمایا اور اُس شخص سے کہا کہ سہج چھٹی ملی۔

حضرت عمرو بن عبید کا حکمت آمیز جواب۔ حکایت (۶۵۸)

حکایت (۶۵۸) ایک شخص نے عمرو بن عبید سے کہا کہ تمہارا رفیق اسواری ہمیشہ اپنے مکانات میں تم کو برا کہا کرتا ہے انہوں نے جواب دیا کہ بڑے تعجب کی بات ہے کہ تو نے نہ تو اس کی رفاقت اور ہم نشینی کا حق سمجھا کہ بُرا کہنے لگا اور نہ میرا حق خیال کیا کہ مجھ کو اُس کا حال ایسا بتلایا جو مجھ کو بُرا معلوم ہو خیر اگر یوں ہی ہے تو اس سے کہدینا کہ موت ہم دونوں کو آ دے گی اور قبر ہم دونوں کو کھیا وے گی اور قیامت میں اکٹھے ہوں گے اور احکم الحاکمین فیصلہ فرمائیگا۔

ایک چغلخور کی ذلت

حکایت (۶۵۹) منقول ہے کہ بعض چغلخوروں نے صاحب بن عباد کو ایک پرچہ لکھا کہ جو یتیم آپ کی تربیت میں ہے اس کے پاس مال بہت ہے اگر داخل خزانہ ہو تو مناسب ہے۔ انہوں نے اس پرچہ کی پشت پر لکھا کہ چغلی بہت بُری چیز ہے گو درست ہی کیوں نہ ہو حق تعالیٰ مرد متوفی پر رحمت کرے اور یتیم کو عوض عنایت فرمائے اور اُس کے مال کو بڑھا دے اور چغلخور پر لعنت کرے۔

---

[۱] چغلخور [۲] ساتھی ہونا [۳] پاس بیٹھنا [۴] حاکموں کا حاکم [۵] پرورش [۶] مرنے والے پر [۷] جس کا باپ مرگیا ہو [۸] بدلہ ۱۲

حضرت عمر بن عبد العزیز کی بُردباری کا ایک واقعہ۔ حکایت (۶۶۰)

حکایت (۶۶۰) علی بن زید حضرت عمر بن عبد العزیز کے حال میں لکھتے ہیں کہ ایک بار ایک قریشی شخص نے ان سے سخت کلامی کی انہوں نے بڑی دیر تک سر نیچا کر لیا اور پھر فرمایا کہ تمہاری مرضی یہ تھی کہ حکومت کے جوش میں میں شیطان کے ہاتھوں خفیف[1] ہو کر آج تمہارے ساتھ وہ بات کروں جسکو کل تم میرے ساتھ کرو۔

حضرت مالک ابن دینارؒ کی تواضع کہ خود کو ریاکار سمجھتے تھے

حکایت (۶۶۱) ایک عورت نے مالک بن دینارؒ کو کہا اوریاکار آپ نے فرمایا کہ تیرے سوا مجھے اور کسی نے نہیں پہچانا تو گویا وہ اپنے نفس سے آفتِ ریا دور کرنے میں مشغول تھے اور اس کو یہ سمجھاتے تھے کہ ریا تجھ سے چھوٹا نہیں جو کچھ ہے شیطان کا فریب ہے جب اس عورت نے ریاکار کہا تو چونکہ نفس کو پہلے ہی سے ریاکار جانتے تھے اس واسطے غصہ نہ ہوئے۔

حکایت (۶۶۲) حضرت شعبیؒ نے بُرا کہنے والے کو دعا دی

حضرت شعبی کو کسی نے بُرا کہا آپ نے فرمایا اگر تو سچا ہے تو خدا میرے حال پر رحم کرے اور اگر تو جھوٹا ہے تو تیرے دل پر رحم کرے۔

[1] ہلکا ذلیل

گالی دینے والے کی حاجت پوری کرو — حکایت (۶۶۳)

حضرت ابن عباسؓ کو کسی شخص نے گالی دی جب وہ دے چکا تو آپ نے اپنے خادم عکرمہ کو فرمایا کہ دیکھو تو اگر اس کی کچھ حاجت ہو تو دیدو اس شخص پر گویا گھڑوں پانی پڑ گیا سر نیچا کر لیا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کی بُردباری کا ایک واقعہ۔ حکایت (۶۶۴)

حضرت عمر بن عبدالعزیز کو کسی نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تم فاسق ہو آپ نے فرمایا کہ تیری گواہی مقبول نہیں۔

اللہ کے لئے غصہ کرنے اور نفسانی غصہ میں فرق — حکایت (۶۶۵)

حضرت عمرؓ نے ایک مست کو دیکھا اور چاہا کہ پکڑ کر اُس کو سزا دیں اس نے آپ کو کچھ بُرا کہا آپ پھر آئے لوگوں نے عرض کیا کہ آپ نے بُرا کہنے سے اُس کو کیوں چھوڑ دیا آپ نے فرمایا کہ اس کے بُرا کہنے سے مجھ کو غصہ آگیا تھا اگر میں اُس کو مارتا تو اپنے نفس کے غصہ کا بھی لگاؤ رہتا اور مجھ کو یہ منظور ہے کہ کسی مسلمان کو اپنے نفس کی حمیت و غیرت سے نہ ماروں۔

آپنے نفسانی غصہ کی وجہ سے مجرم کو چھوڑ دیا — حکایت (۶۶۶)

اسی طرح حضرت عمر بن عبدالعزیز کو جب ایک شخص نے غصہ کر دیا تو آپ نے اُسے بدکار گنہگار ملہ نشہ والی چیز پیے ہوئے۔

فرمایا کہ اگر تو مجھ کو غصہ نہ دلاتا تو ہیں سزا دیتا۔

حضرت عمار بن یاسرؓ کی عیب پوشی — حکایت (۶۶۷)

روایت ہے کہ ایک چور حضرت عمار بن یاسرؓ کے خیمہ میں گھسا اور پکڑا گیا لوگوں نے ان کی خدمت میں عرض کیا کہ اس کا ہاتھ کاٹ ڈالیئے آپ نے فرمایا کہ نہیں میں اس کی پردہ پوشی[1] کردوں گا کہ اللہ تعالیٰ میری پردہ پوشی فرمائے۔

حضرت ابن مسعودؓ کا تحمل اور چور کے لئے دعائیں — حکایت (۶۶۸)

ایک بار حضرت ابن مسعودؓ بازار میں بیٹھے ہوئے کچھ سودا لیتے تھے دام دینے کے واسطے عمامہ میں سے درم نکالنے چاہے تو معلوم ہوا کہ کسی نے کھول لئے آپ نے فرمایا کہ جب تک میں یہاں بیٹھا ہوں تب تک موجود تھے۔ لوگ لینے والے کو بددعا دینے لگے کہ الٰہی اس کے ہاتھ کٹ پڑیں اور اس کا بُرا ہو پس آپ نے فرمایا کہ الٰہی اگر اس کو کچھ حاجت[2] تھی اور لے گیا ہے تو اُس کو برکت دے کہ اس کا کام نکلجائے اور اگر گناہ پر جرأت[3] کے سبب لیگیا ہو تو اسی گناہ کو اُس کا پچھلا گناہ کردے کہ آگے کو پھر ایسا نہ کرے۔

زہد کا ایک عجیب واقعہ — حکایت ۶۶۹

فضیل بن عیاضؒ فرماتے ہیں کہ خراسان کے ایک شخص کی نسبت میں نے کوئی زیادہ زاہد نہیں دیکھا وہ میرے ساتھ مسجد حرام میں بیٹھا تھا

---

[1] عیب چھپادوں گا [2] ضرورت [3] ہمت بہادری ۱۲

کر طواف کو اٹھا اس میں اس کے دینار چوری ہوگئے تو رونا شروع کیا میں نے
میں نے پوچھا کہ دیناروں کے واسطے روتے ہو اس نے کہا کہ نہیں بلکہ اس وقت
مجھ کو یہ تصویر بندھ گئی ہے کہ میں اور چور خدا کے سامنے موجود ہیں اور اس کو
کچھ حجت[1] نہیں کہ پیش کرے اس لئے مجھ کو رحم آیا اور رو پڑا۔

حکایت (۶۷۰) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اپنے حوارییّن[2] کو نصیحت

عمار بن سعیدؓ سے روایت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا گذر ایک گاؤں پر ہوا جس کے رہنے والے صحن اور راستوں میں مرے پڑے تھے۔ آپ نے حواریین سے ارشاد فرمایا کہ یہ لوگ غضب الٰہی سے ہلاک ہوئے ہیں ورنہ ایک دوسرے کو دفن کرتے انہوں نے عرض کیا کہ کسی طرح ان کا حال ہم کو معلوم ہو جاتا تو خوب ہوتا آپ نے جناب باری میں عرض کیا ارشاد ہوا کہ رات کے وقت ان کو پکارنا تو جواب دیں گے رات ہوگئی آپ نے ایک ٹیلے پر کھڑے ہو کر پکارا او گاؤں والو! وہاں سے کسی نے جواب دیا کہ کیا ارشاد ہے اے روح اللہ[3] آپ نے فرمایا کہ تمہارا کیا حال ہے اس نے جواب دیا کہ شام کو اچھی طرح سوئے تھے صبح کو دوزخ میں جا پڑے آپ نے پوچھا کہ اس کا کیا سبب تھا اس نے عرض کیا کہ ہم لوگوں کو محبت دنیا تھی اور گناہگاروں کی فرمانبرداری کیا کرتے تھے آپ نے فرمایا کہ دنیا کو کتنا چاہتے تھے اس نے عرض کیا کہ جتنا بچہ اپنی ماں کو چاہتا ہے کہ جب سامنے آئی خوش ہوا اور

[1] دلیل [2] صحابہ [3] لقب عیسیٰ علیہ السلام کا ۱۲

جب چلی گئی رنجیدہ ہو کر رونے لگا۔ آپ نے پوچھا کہ تیرے ساتھی جواب کیوں نہیں دیتے عرض کیا اس لیئے کہ ان کے منھ میں آگ کی لگام ہیں اور ان کی باگیں فرشتے کڑے تیز مزاج لئے ہوئے ہیں۔ آپ نے پوچھا کہ ان میں سے تو کس طرح بولتا ہے اس نے عرض کیا کہ میں ان میں تو نہ تھا لیکن چونکہ انکے ساتھ رہنا تھا عذاب نے مجھ کو بھی نہ چھوڑا اب میں دوزخ کے کنارے پہ لٹکا ہوا ہوں یہ نہیں جانتا کہ اس سے بچوں گا یا اس میں ڈھکیلا جاؤں گا۔ آپ نے حواریین کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ جو کی روٹی نکمی نمک سے کھانی اور ٹاٹ پہننا اور گھوڑے پر سو رہنا بہت ہے اگر دنیا و آخرت میں تندرستی ملے۔

حکایت (۱۷۶)

حضرت عمر ابن عبد العزیز کا اللہ پر بھروسہ

مسلمہ بن عبد الملک حضرت عمر بن عبد العزیز رح کی خدمت میں نزع کی حالت میں گئے اور ان سے کہا کہ آپ نے ایسا کام کیا جو کسی نے تم سے پہلے نہیں کیا وہ یہ ہے کہ اپنی اولاد کے لئے نہ روپیہ چھوڑا نہ اشرفی اور اُن کے تیرہ ۱۳ بیٹے تھے۔ مسلمہ کا قول سُن کر انہوں نے فرمایا کہ مجھ کو ذرا بٹھلا دو جب آپ بیٹھ گئے تو فرمایا کہ یہ جو تم کہتے ہو کہ میں نے اولاد کے واسطے کچھ نہیں چھوڑا تو میں نے اُن کا حق کچھ نہیں داب رکھا اور جو غیروں کا حق تھا وہ ان کو نہیں دیا علاوہ ازیں میرے بیٹے دو طرح کے ہیں یا تو خدا کے فرمان بردار ہیں تو ایسوں کو تو خدا ہی کافی ہے چنانچہ خود فرماتا ہے" وہو یتولی الصالحین"
[illegible] وہ اللہ صالحین کا ذمہ دار ہے۔

یا عاصی و نافرمان ہیں اُن کی مجھے کچھ پرواہ نہیں جو ہو سو ہوا کرے۔

محمد بن کعبؒ کا توکل

حکایت (۶۷۲) روایت ہے کہ محمد بن کعب قرظی کو بہت سا مال ہاتھ لگا لوگوں نے کہا کہ اگر اس کو اپنے بیٹے کے واسطے رکھ چھوڑ دو تو مناسب ہے انہوں نے فرمایا کہ نہیں بلکہ اس کو تو اپنے لئے خدا کے پاس جمع کر دوں گا اور خدا کو اپنے بیٹے کے لئے چھوڑ جاؤں گا۔

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا استغنا و توکل

حکایت (۶۷۳) محمد بن منکدر اُمّ درہ سے جو حضرت عائشہؓ کی خادمہ[۲] تھیں روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن زبیرؓ نے ایک لاکھ اسی ہزار درم دو گونوں میں حضرت عائشہؓ کے پاس بھیجے آپ نے ایک طباق منگا کر اُن کو لوگوں میں تقسیم کر دیا جب شام ہوئی مجھ سے کہا ہماری افطاری[۳] لاؤ میں نے روٹی اور زیتون کا تیل سامنے رکھدیا اور کہا کہ آج جو آپ نے اتنا کچھ بانٹا یہ نہ ہو سکا کہ ہمارے افطار کے لئے ایک درم کا گوشت ہی منگا دیتیں آپ نے فرمایا کہ اگر تم پہلے سے کہتیں تو ایسا ہی کرتی۔

حضرت عبداللہ بن عباس کی بے مثال مہمان نوازی

حکایت (۶۷۴) ابان بن عثمان سے روایت ہے کہ ایک شخص نے یہ چاہا

ل نافرمان، گناہ گار ۱۲ ۲ خدمت کرنیوالی ۱۲ ۳ افطار کرنے کی چیز ۱۲ ۴ ۱۲

کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو کچھ ضرر[1] پہنچانا چاہیئے اس کے لئے تمام سرداران قریش کے پاس جاکر کہدیا کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے آپ کو کہا ہے کہ صبح کا کھانا میرے یہاں کھانا لوگوں نے اس کے کہنے پر عمل کیا صبح کو سب سردار حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے گھر میں جمع ہوئے حتی کہ گھر میں جگہ بھی نہ رہی آپ نے ان کے آنے کا حال پوچھا انہوں نے ماجرا بیان کیا کہ تمہارا پیام فلانے کی معرفت[2] اس وقت کی دعوت کا پہنچا تھا آپ نے سنتے ہی میوہ خرید کر ان کے سامنے رکھدیا اور کچھ لوگوں کو کھانا پکانے کے لئے معین[3] کیا ہنوز میوہ نہ کھا چکے تھے کہ دستر خوان بچھایا گیا اور سب کھا پی کر چلے گئے آپ نے اپنے کارپردازان[4] سے پوچھا کہ جس قدر آج خرچ ہوا ہے اتنا روز ہو سکتا ہے یا نہیں انہوں نے کہا کہ البتہ ہو سکتا ہے آپ نے فرمایا کہ تو ہر روز یہ لوگ صبح کو یہاں ہی کھانا کھایا کریں۔

حکایت ۶۷۵ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی بے مثال سخاوت

ایک شخص نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے کسی حاجت کا سوال کیا آپ نے فرمایا کہ اے شخص تو نے جو مجھ سے سوال کیا اس کا حق مجھ پر بہت ہے اور مجھ کو یہ جاننا بھی دشوار ہے کہ تجھ کو کیا دینا چاہیئے اور جس قدر کا تو لائق ہے اتنا میرے پاس نہیں علاوہ اس کے خدا کی راہ میں بہت دینا بھی تھوڑا ہی ہے میرے قبضہ میں تیری حاجت کے موافق تو نہیں مگر جو تو تھوڑے سے پر قناعت کرے اور مجھکو

[1] نقصان ۱۲ [2] ذریعہ ۱۲ [3] مقرر ۱۲ [4] کام کرنے والوں سے ۱۲

زیادہ دینے کے لئے کسی تکلیف اور حیلہ[1] کی حاجت نہ پڑنے دے تو البتہ قدر موجود
حاضر کردں اس نے عرض کیا کہ اے ابن رسول اللہ جو آپ دیں گے مجھے قبول ہے
اگر آپ دیں گے تو مشکور[2] ہوں گا اور نہ دیں گے تو معذور[3] جانوں گا آپ نے اپنے
کارپرداز[4] کو بلایا اور اس سے اپنے خرچ کا حساب کیا اور سب حساب کر کے فرمایا
کہ تین لاکھ درم میں سے جتنا باقی ہو وہ لے آؤ اُس نے پچاس ہزار درم لا دیئے
آپ نے فرمایا کہ پانچسو دینار بھی تو تھے وہ کیا ہوئے اُس نے کہا کہ میرے پاس
موجود ہیں آپ نے اُن کو بھی منگا لیا اور سب دینار و درم اس سائل کے حوالہ
کئے اور کہا ان کے لیجانے کو مزدور بلا لاؤ جب وہ مزدور آئے آپ نے اپنی
چادر مزدوری میں ان مزدوروں کے حوالہ کی آپ کے خادموں نے عرض
کی کہ اب ہمارے پاس نہ دینار ہے نہ درہم آپ نے فرمایا کہ مجھے توقع ہے کہ خدا
تعالےٰ اس کا ثواب بہت بڑا عنایت فرمائے گا۔

حضرت امام حسنؓ اور امام حسینؓ و عبد اللہ بن جعفرؓ کی دریا دلی

حکایت (۶۷۶) ابو الحسن مدائنی کہتے ہیں کہ ایک بار حضرت امام حسن اور
امام حسین اور حضرت عبد اللہ بن جعفر علیہم السلام حج کے لئے روانہ ہوئے راہ میں
باربرداری[5] سے بچھڑ گئے تو بھوک اور پیاس لگی اثنائے راہ میں ایک بڑھیا اپنی
جھونپڑی میں بیٹھی تھی تینوں صاحبزادوں کا جو گذر اس پر ہوا پوچھا کہ تیرے
پاس کچھ پانی ہے کہا کہ ہے یہ سُن کر سواریوں سے اُتر پڑے اور اُس کے پاس

---

[1] تدبیر ۱۲ [2] شکر ادا کرنیوالا ۱۲ [3] مجبور ۱۲ [4] کام کرنیوالے ۱۲ [5] راستہ میں قافلہ سے ۱۲

ایک چھوٹی سی بکری الگ کو بندھی تھی کہا کہ اُس کا دودھ نکالکر پی لو جب دودھ
نکالکر پی لیا تو پوچھا کہ کچھ کھانے کو بھی تیرے پاس ہے اس نے عرض کیا کہ میرے
پاس سوائے اس بکری کے اور کچھ نہیں اگر تم میں سے کوئی اس کو ذبح کرکے صاف
کردے تو میں پکادوں۔ صاحبزادوں میں سے ایک نے اس کی تعمیل کی بڑھیا
نے کھانا تیار کردیا وے کھاپی کر سیر ہوئے اور سہ پہر کے وقت تک ٹھیرے رہے
جب چلنے لگے بڑھیا سے کہا ہم لوگ قریشی ہیں اب حج کو جاتے ہیں وہاں سے اگر
سلامت پھریں گے تو تو ہمارے پاس آئیو ہم تجھ سے سلوک کریں گے یہ کہہ کر
تشریف لے گئے جب اس عورت کا خاوند آیا تو اُس نے تشریف لانا حضرات کا
اور ذبح ہونا بکری کا بیان کیا وہ سُن کر غصہ ہوا کہ میری بکری کیا جانے کس کو
کھلادی پھر کہتی ہے کہ وہ قریش کے لوگ تھے پھر مدت کے بعد ان دونوں
مرد عورت کو مدینہ منورہ آنے کی ضرورت ہوئی وہاں پہنچکر اونٹ کی مینگنیاں
جمع کرنے اور اُن کو بیچکر اپنی گذران کرتے اتفاقاً ایک روز بڑھیا اس طرف
جانکلی جہاں حضرت امام حسن علیہ السلام اپنے گھر کے دروازہ پر بیٹھے ہوئے تھے
آپ نے بڑھیا کو پہچانا مگر اس نے نہ پہچانا آپ نے اپنے خادم کو بھیجکر اسکو
بُلایا اور پوچھا مجھے پہچانتی ہے اس نے عرض کیا کہ میں نہیں پہچانتی آپ نے
فرمایا کہ میں وہ ہوں فلاں روز تیرے یہاں مہمان ہوا تھا اُس نے عرض کیا
کہ میرے ماں اور باپ آپ پر قربان ہوں آپ وہ ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں
پھر آپ نے ایک ہزار بکریاں اور ہزار دینار بڑھیا کو دیکر اپنے خادم کیساتھ
امام حسین علیہ السلام کے پاس بھیجدیا انہوں نے بڑھیا سے پوچھا کہ تجھے میرے

بھائی نے کیا دیا ہے اس نے عرض کیا کہ ہزار دینار اور ہزار بکریاں آپ نے بھی اسی قدر اس کو دلوایا اور اپنے خادم کے ساتھ حضرت عبداللہ بن جعفر کے پاس روانہ کر دیا انہوں نے پوچھا کہ حسنین علیہما السلام نے تجھ کو کیا دیا کہا دو ہزار دینار اور دو ہزار بکریاں دیں انہوں نے دو ہزار دینار اور دو ہزار بکریاں اپنے پاس سے دیں اور فرمایا کہ اگر تو پہلے میرے پاس آتی تو میں اتنا دیتا کہ حسنین علیہما السلام کو دینا بڑا مشکل پڑتا۔ غرضکہ بڑھیا چار ہزار دینار اور اتنی ہی بکریاں لیکر اپنے خاوند کے پاس آئی اور کہا کہ یہ عوض اُس ایک بکری کا ہے کہ جس کو سرداران قریش نے کھایا تھا۔

عبداللہ ابنِ عامر کی سخاوت

حکایت (۶۷۷) ایک بار عبداللہ بن عامر بن کریز مسجد سے تنہا اپنے گھر کو جاتے تھے ثقیف کی قوم سے ایک لڑکا اُن کے پیچھے ہو لیا انہوں نے پوچھا کہ تجھے مجھ سے کچھ کام ہے اُس نے کہا کہ کوئی کام نہیں آپ تنہا جاتے تھے میں اس لئے ساتھ ہو لیا کہ خدانخواستہ راستہ میں اگر آپ پر کوئی بُری بات پیش آئے تو میں اپنے اوپر اُس کو لوں اور آپ کو بچاؤں۔ عبداللہ نے اُس کا ہاتھ پکڑ لیا اور گھر پر آ کر ہزار دینار عنایت کئے اور کہا کہ تجھ کو تیرے مربیوں[1] نے خوب تعلیم[2] کی ہے جا ان دیناروں[3] کو اپنے صرف میں لا۔

عبداللہ ابنِ عامر کا ایثار

حکایت (۶۷۸) عبداللہ بن عامر نے خالد بن عقبہ سے ان کا گھر جو بازار

[1] پالنے والوں نے ۱۲ [2] تربیت ۱۲ [3] جمع دینار سونے کا سکہ ۱۲

میں بھا نوے ہزار درم کو مول لیا جب رات ہوئی تو خالد کے گھر والوں کے رونے کی آواز عبداللہ کے کانوں میں پہنچی پوچھا کہ یہ کیوں روتے ہیں لوگوں نے کہا کہ اپنے گھر کے لئے روتے ہیں۔ اپنے خادمؔ کو آپ نے فرمایا کہ تو اُن کے پاس جا کر کہہ دے کہ مال اور مکان سب تمہارا ہے۔

حضرت لیث بن سعد کی سخاوت

حکایت (۶۷۹) روایت ہے کہ خلیفہ ہارون رشید نے حضرت امام مالک بن انسؓ کی خدمت میں پانچسوؔ دینار بھیجے۔ یہ خبر لیث بن سعدؒ کو پہنچی انہوں نے اُن کی خدمت میں ہزار دینار روانہ کئے۔ ہارون رشید نے لیث کو بُلا کر عتابؔ کیا کہ تم ہماری رعیت ہو کیا وجہ کہ ہم نے پانچسو بھیجے تو تم نے ہزار دیئے انہوں نے کہا کہ یا امیرالمومنین میرے یہاں ہر روز ہزار دینار کا غلہ آتا ہے مجھے شرم آئی کہ ایسے شخص کو ایک دن کی آمدنی سے کیا کم دوں۔ لیث بن سعد کی سخاوت مشہور ہے یہی وجہ تھی کہ باوجود ہزار دینار آمدنی ہر روزہ کے اُن پر زکوٰۃ واجب نہ ہوئی اور ایک بار کسی عورت نے ان سے تھوڑا شہد مانگا تو انہوں نے ایک مشک شہد اُس کو دیا کسی نے پوچھا کہ اس کا کام تو تھوڑے میں نکل جاتا آپ نے فرمایا کہ اس نے اپنی حاجت کے موافق مانگا تھا ہم نے اس قدر دیا جس قدر کہ خدا تعالیٰ نے ہم پر نعمت کی تھی اور یہ ان کا دستورؔ تھا کہ ہر روز جب تک تین سو ساٹھ مسکینوں کو کھانا اور صدقہ نہ دیتے کوئی کلمہ زبان سے نہ نکالتے۔

۱؎ خدمت کرنے والا نوکر ۱۲ ۲؎ غصہ ۱۲ ۳؎ طریقہ ۱۲

حضرت خثیمہ بن عبدالرحمٰن کی سخاوت۔ حکایت (۶۸۰) اعمش روایت کرتے ہیں کہ میری بکری بیمار ہوئی خثیمہ بن عبدالرحمٰن اسکو صبح و شام آکر پوچھتے کہ گھاس اچھی طرح کھائی یا نہیں اور لڑکے بدون دودھ کے کیسے صبر کرتے ہیں اور یہ کہہ کر میرے بچھونے کے نیچے کچھ رکھدیتے اور چلتے وقت کہہ جاتے بچھونے کے تلے جو کچھ ہو نکال لینا بکری کی بیماری کے دنوں میں میرے پاس تین سو دینار سے زیادہ پہنچ گئے یہاں تک کہ میرے دل میں یہ تمنا ہوئی کہ کسی طرح یہ بکری بیمار ہی رہے تو بہتر ہے اسکی بیماری سے یہ کچھ ملا۔

حضرت قیس بن سعد کا استغنا۔ حکایت (۶۸۱) قیس بن سعد بن عبادہ بیمار پڑے انکے اقارب[۱] انکی عیادت[۲] کو نہ آئے انہوں نے جو سبب پوچھا تو لوگوں نے کہا کہ چونکہ تمہارا قرض انکے ذمے ہے اسلئے وہ آتے ہوئے شرماتے ہیں آپنے فرمایا کہ خدا مال کو ذلیل کرے یہ بھائیوں سے بھی نہیں ملنے دیتا پھر ایک پکارنے والے[۳] کو کہا کہ یوں پکارے کہ قیس بن سعد کا جسکے ذمے کچھ آتا ہو وہ معاف ہے اسکو سنتے ہی لوگ اس کثرت سے آئے کہ آپکے گھر کی سیڑھی بھی ٹوٹ گئی۔

غور کرو ان تین مندرجہ ذیل آدمیوں میں زیادہ سخی کون ہے حکایت (۶۸۲) شیخ ابو سعید حرکوشی نیشاپوری کہتے ہیں کہ میں نے محمد بن حافظ محمد سے سنا ہے کہ وہ زبانی شافعی مجاور مکہ کے بیان کرتے تھے کہ مصر میں کوئی شخص ایسا تھا کہ فقرا کیلئے کچھ چندہ کر دیا کرتا تھا۔ اتفاقاً ایک شخص کے لڑکا پیدا ہوا وہ اس شخص کے پاس آکر کہنے لگا کہ میرے گھر لڑکا ہوا ہے اور اس وقت میرے پاس کچھ نہیں یہ سنتے ہی وہ شخص اسکے ساتھ ہوا اور بہت سے لوگوں کے پاس لے گیا مگر کہیں سے کچھ نہ ملا پھر ایک آدمی کی قبر پر آکر بیٹھا اور کہنے لگا کہ خدا تجھے بخشے تو زندگی میں بہت کچھ دیا کرتا تھا۔ آج میں بہتوں کے پاس گیا اور اس شخص کے واسطے بہت سی کوشش کی کہ کچھ ملے مگر حسب اتفاق سعی بیفائدہ[۴] ہوئی یہ کہہ کر ایک دینار نکالا اور

۱ رشتہ دار ۲ بیمار پرسی ۳ منادی ۴ بے فائدہ کوشش۔

اُس کو خوردہ[1] کر کے آدھا سائل کو دیا اور کہا کہ یہ میں تم کو قرض دیتا ہوں جب تمہارے پاس ہو تم ادا کر دینا وہ شخص آدھا دینار لیکر گھر چلا آیا اور لڑکے ہونے میں جو ضرورت تھی اُس کو انجام دیا۔ رات کو اس مصری[2] چندہ کرنے والے نے اس قبر والے کو خواب میں دیکھا کہ یوں کہتا ہے کہ تو نے جو کچھ مجھ سے کہا تھا وہ سب میں نے سنا مگر چونکہ مجھ کو اجازت جواب کی نہ تھی اس واسطے میں جواب نہ دے سکا اب کہتا ہوں کہ تم میرے مکان پہ جا کر میری اولاد سے کہو کہ چولھے کے نیچے کھودیں وہاں سے ایک برتن میں پانچسو دینار گڑے ہوئے نکلیں گے وہ اُن سے لیکر اس لڑکے والے کو دیدو۔ جب صبح ہوئی تو وہ شخص اُس کی اولاد کے پاس گئے اور خواب کا قصہ بیان کیا انہوں نے اس کو ٹھیرا کر جگہ کھودی اور دینار لاکر رکھدیئے کہ لیجاؤ اس نے جواب دیا کہ یہ تمہارا مال ہے میرے خواب کا کیا اعتبار ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہاں والا تو مرنے پیچھے بھی سخاوت کرتا ہے ہم جیتے جی کیسے نہ کریں غرض بعد رد و کد اس شخص نے دینار لے لیے اور لڑکے والے کے پاس لاکر رکھے اور تمام ماجرا[3] بیان کر کے کہا کہ اب یہ تمہارا مال ہے جو چاہو سو کرو۔ اس نے ایک دینار اُٹھا کر خوردہ کیا اس میں سے نصف تو اُس شخص کو بوجہ قرض دیا اور نصف خود رہنے دیا کہ مجھے اسی قدر کفایت ہے باقی تم فقیروں کو دیدو۔ ابوسعید راوی اس حکایت کے کہتے ہیں مجھے نہیں معلوم ان سب میں زیادہ سخی کس کو کہنا چاہیے۔

---

[1] توڑ کر ۱۲ [2] ملک مصر کا رہنے والا ۱۲ [3] واقعہ ۱۲ ؛ ۱۲

حضرت حماد بن سلیمان کی دریا دلی۔ حکایت (۶۸۳)

حکایت (۶۸۳) امام شافعیؒ کہتے ہیں کہ مجھے جب سے حماد بن سلیمان کی ایک خبر پہنچی ہے تب سے میں ان سے ہمیشہ محبت رکھتا ہوں وہ یہ ہے کہ ایک روز وہ سوار جاتے تھے حرکت سے تکمہ[1] ٹوٹ گیا راستہ میں ایک درزی سیتا تھا چاہا کہ اُتر کر اُس کو درست کرالیں درزی نے قسم دلائی کہ آپ نہ اُتریں اور خود اس کے ٹانکنے کو کھڑا ہو گیا اور درست کر دیا۔ انہوں نے اس کو دس دینار دیئے اور معذرت[2] کرنے لگے کہ یہ مقدار قلیل ہے۔

حضرت امام شافعیؒ کا قلبی استغنا

حکایت (۶۸۴) ربیع بن سلیمان کہتے ہیں کہ ایک شخص نے شافعیؒ کی رکاب[3] پکڑی آپ نے ربیع سے کہا کہ اس کو چار دینار دو اور میری طرف سے معذرت کرو۔

حضرت عثمانؓ کی سخاوت

حکایت (۶۸۵) روایت ہے کہ حضرت عثمانؓ کے پچاس ہزار درم حضرت طلحہؓ کے ذمہ تھے ایک روز حضرت عثمانؓ مسجد کو تشریف لئے جاتے تھے کہ حضرت طلحہؓ نے فرمایا کہ آپ کا مال موجود ہے اس کو لے لیجئے آپ نے فرمایا کہ وہ میں نے آپ ہی کو دیا تاکہ آپ کی مروت[4] یعنی سخاوت پر ممد و معاون[5] ہو۔

---

[1] گھنڈی ۱۲ [2] معافی چاہنے لگے ۱۲ [3] جس پر پیر رکھ کر اُترتے چڑھتے ہیں ۱۲ [4] انسانیت ۱۲ [5] مدد کرنے والا ۱۲

حضرت طلحہ رض نے چار لاکھ درہم ایک دن میں تقسیم کئے حکایت (۶۸۶)

سعدی بنت عوف کہتی ہیں کہ ایک روز حضرت طلحہ رض کی خدمت میں گئی آپ کو کچھ مکدر[1] دیکھ کر پوچھا کہ کیا حال ہے فرمایا کہ میرے پاس کچھ مال جمع ہو گیا ہے اسکا تردد[2] ہے میں نے کہا کہ تردد کی کیا بات ہے اپنی قوم کو بلوا کر بانٹ دو آپ نے غلام بھیجکر سب کو بلوا لیا اور مال تقسیم کر دیا میں نے خادم سے پوچھا کہ کس قدر تھا۔ کہا چار لاکھ درم تھے۔

حضرت طلحہ کی سخاوت کا دوسرا واقعہ۔ حکایت (۶۸۷)

ایک اعرابی نے انہیں حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر کچھ سوال کیا اور اپنی قرابت[3] بھی کچھ بیان کی آپ نے فرمایا کہ مجھے قرابت کی وجہ سے آج تک کسی نے کچھ نہیں مانگا تھا۔ میرے پاس ایک قطعہ زمین ہے جس کے حضرت عثمان رض تین لاکھ درم دیتے ہیں اگر تو چاہے تو وہ زمین لے لے ورنہ اس کے دام تجھ کو دیدوں اُس نے دام ہی طلب کیا آپ نے وہ زمین حضرت عثمان رض کو دیکر قیمت مذکورہ[4] حوالہ کی۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ایک ہفتہ مہمان نہ آنے پر رونا

حکایت (۶۸۸) روایت ہے کہ ایک روز حضرت علی مرتضیٰ رض کو لوگوں نے

---

[1] گدلا پریشان [2] فکر ۱۲ [3] رشتہ داری ۱۲ [4] ذکر کی گئی ۱۲ [5] سیر د ۱۲

رونے کا سبب پوچھا۔ آپ نے فرمایا کہ سات روز سے میرے یہاں کوئی مہمان نہیں آیا مجھے ڈر ہے کہ خدا نے کہیں مجھے ذلیل تو نہیں کیا۔

ایک شخص کی سخاوت

حکایت (۶۸۹) ایک شخص اپنے دوست کے دروازہ پر گیا اور دستک دی اُس نے پوچھا آپ کیسے آئے کہا کہ میرے ذمہ چار سو درم ہیں اس نے چار سو درم تول کر حوالہ کئے اور گھر میں روتا ہوا آیا۔ بیوی نے کہا کہ اگر تم کو ان درموں کا دینا شاق تھا تو نہ دئیے ہوتے اس نے کہا کہ میں اس لئے روتا ہوں کہ مجھ کو اس کا حال بدوں اسکے کہے نہ معلوم ہوا ہیں اگر خود جو یار رہتا تو اس کو مانگنے کی کیوں حاجت پڑتی۔

حضرت عبداللہ بن جعفر کی سخاوت

حکایت (۶۹۰) روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن جعفر اپنی کسی زمین کے دیکھنے کو نکلے راہ میں کسی باغ میں ٹھیرے کہ وہاں ایک غلام حبشی کام کر رہا تھا جب اس غلام کا کھانا آیا اور اسی وقت ایک کتا بھی اس احاطہ میں گھس کر غلام کے پاس چلا آیا اُس نے ایک روٹی اُس کو دیدی جب کھا چکا دوسری دیدی پھر تیسری دیدی اسی طرح اپنی غذا کل اُس کو کھلا دی۔ حضرت عبداللہ بیٹھے دیکھا کئے پھر اس غلام سے پوچھا کہ تیری غذا ہر روز کس قدر ہے اُس نے عرض کیا کہ اسی قدر ہے جو آپ نے دیکھی فرمایا کہ پھر تو نے سب کی سب کتے کو کیوں کھلا دی آپ کیوں نہ کھائی اُس نے عرض کیا کہ یہاں کوئی کتا نہیں رہتا معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتا مسافر ہے دور سے یہاں آیا تھا اور بھوکا تھا مجھ کو اس کا بھوکا رہنا اور اپنا شکم سیر ہونا بُرا معلوم ہوا آپ نے فرمایا کہ تو تکلیف دملہ تلاش کر نیوالا سلہ پیٹ بھرنا۔

پھر دن بھر کیا کھائیگا اُس نے عرض کیا کہ فاقہ کروں گا۔ پھر آپ نے سوچا کہ میں اس کو سخاوت پر ملامت کر رہا ہوں یہ تو مجھ سے زیادہ سخی ہے پس آپ نے اس باغ اور غلام اور وہاں کے اسباب و سامان کو خرید کر اس غلام کو آزاد کر دیا اور وہ باغ اس کو ہبہ کر دیا۔

حضرت ابو الحسن انطاکیؒ اور اُن کے مہمانوں کا ایثار

حکایت (۶۹۱) حضرت ابو الحسن انطاکیؒ کے پاس ایک بار کسی گاؤں میں متصل رے[1] کے تیس سے کچھ زیادہ آدمی جمع ہوئے ان کے پاس چند روٹیاں گنتی کی تھیں کہ سب کے شکم سیری[2] کو کافی نہ تھیں پس روٹیوں کے ٹکڑے کر کے چراغ گل کر دیا اور کھانے کو بیٹھے جب کھانا بڑھایا تو معلوم ہوا کہ سب کا سب موجود ہے کسی نے کچھ نہیں کھایا۔ ہر ایک نے یہی خیال کیا کہ دوسرا کھالے تو بہتر ہے۔

حضرت شعبہؒ کی ہمت

حکایت (۶۹۲) روایت ہے کہ شعبہؒ کے پاس ایک سائل آیا آپ کے پاس کچھ موجود نہ تھا اپنے مکان کی ایک کڑی اُتار کر اُس کو دیدی اور معذرت[3] کی۔

جنگِ یرموک کے موقع پر چند مجاہدین کا ایثار

حکایت (۶۹۳) حذیفہ عدوی کہتے ہیں کہ میں شام کے نواح میں یوم یرموک کو گیا مجھے اپنے چچازاد[4] کی تلاش تھی اگر اُن میں کوئی سانس باقی ہوگی تو پانی پلا دوں گا اور منہ دھو دوں گا

---

[1] رے کے قریب (رے ایک مقام کا نام ہے) [2] پیٹ بھرنے کو [3] عذر کیا معافی طلب کی [4] چچا کا لڑکا ۱۲

اسی لئے تھوڑا پانی لیتا گیا جب معرکہ کی جگہ میں ڈھونڈا تو اُن کو زندہ پایا پوچھا پانی پلادوں اس نے اشارہ سے کہا کہ اچھا جب میں نے پانی پلانا چاہا تو آہ کی آواز پاس سے آئی میرے چچازاد نے اشارہ کیا کہ پہلے اُس کو پلاؤ جب میں وہاں لے گیا تو دیکھا ہشام بن عاص ہیں میں نے پوچھا کہ پانی پلاؤں یہ سُن کر ایک اور آہ کی آواز آئی حضرت ہشام نے اشارہ کیا کہ اول وہاں لیجاؤ جب میں اس شخص کے پاس گیا وہ مرچکا تھا وہاں سے پھر ہشام کے پاس آیا تو یہ بھی انتقال کر گیا پھر اپنے چچازاد کے پاس آیا تو ان کو بھی زندہ نہ پایا۔ خدا تعالےٰ ان سب پر اپنا رحم کرے۔

حکایت (۶۹۴) حضرت بشر ابن الحارثؒ نے دنیا کو ہاتھ نہیں لگایا

عباس بن دہقان کہتے ہیں کہ سوائے بشر بن الحارث کے کوئی شخص ایسا نہیں کہ جس طرح دنیا میں آیا ہو اسی طرح اُٹھ جاوے بشر بن الحارث البتہ جیسے آئے تھے ویسے ہی گئے اُن کے مرض موت میں ایک شخص آیا اور حاجت[1] کا سوال کیا آپ نے اپنا کرتہ اُتار کر اُس کے حوالہ کیا اور ایک اور شخص سے ایک کپڑا مانگ لیا اُس میں انتقال ہوا۔

حکایت (۶۹۵) حضرت ابوالحسن بوشنگی کی احتیاط اور سخاوت

روایت ہے کہ ابوالحسن بوشنگی ایک روز پاخانہ میں تھے اپنے ایک شاگرد کو بلا کر فرمایا کہ میرا کرتہ بدن سے نکالکر فلاں شخص کو دیدے اس نے عرض کیا کہ آپ نے

[1] ضرورت ۱۲

پاخانہ میں سے نکلنے کا صبر نہ فرمایا۔ انہوں نے فرمایا کہ اس وقت میرے دل میں آیا کہ کرتہ دے ڈالوں اور اپنے نفس سے یہ خوف تھا کہ کہیں بدل نہ جائے اس واسطے اسی وقت تعمیل[1] کی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا فرمان عالی دنیا کا حال ہے اس سے بچو

حکایت (۶۹۶) جریر لیث رح سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہوا کہ میں آپ کی خدمت میں رہوں گا حضرت نے اسکو ساتھ لیا اور ایک ندی کے کنارے پر پہنچکر ناشتہ کھایا آپ کے ساتھ تین روٹیاں تھیں دو کھائیں اور تیسری باقی رہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کھڑے ہوئے اور نہر میں سے پانی پی کر پھر آئے اور وہ روٹی نہ پائی آپ نے اس شخص سے پوچھا کہ روٹی کس نے لی اس نے عرض کیا مجھ کو معلوم نہیں آپ نے اس کو ساتھ لیا اور چلدیئے راہ میں ایک ہرنی ملی جس کے ساتھ دو بچے تھے آپ نے ایک کو بلایا وہ چلا آیا اس کو ذبح کر کے بھونا اور آپ نے مع اس شخص کے تناول فرمایا پھر اس بچے کو ارشاد فرمایا کہ قم باذن اللہ یعنی خدا کے حکم سے کھڑا ہو جا وہ اٹھ کر چلا گیا پھر آپ نے اس شخص سے کہا کہ تجھ کو قسم ہے اس ذات کی جس نے تجھ کو یہ معجزہ دکھلایا بتلا دے کہ روٹی کس نے لی اس نے جواب دیا کہ میں نہیں جانتا پھر آپ اس کو ساتھ لے چلے اور ایک چشمہ پر پہنچے آپ نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور پانی پر چلے گئے جب اس سے پار ہوئے پوچھا کہ تجھ کو قسم ہے اس معجزہ

[1] عمل میں لایا ۱۲

دکھلانے والے کی بتلا کہ روٹی کس نے لی اس نے بدستور سابق عرض کیا کہ مجھے معلوم نہیں ہے پھر ایک جنگل میں گئے وہاں بیٹھکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مٹی یا بالو جمع کرنا شروع کیا اور ڈھیر بنا کر فرمایا کہ خدا کے حکم سے سونا ہوجا وہ سونا ہوگیا۔ آپ نے اس کے تین حصے کئے اور فرمایا کہ ایک ان میں سے میرا ہے اور ایک تیرا اور ایک اس شخص کا جس نے روٹی لی۔ یہ سنتے ہی وہ بول اٹھا کہ روٹی تو میں نے ہی لی تھی آپ نے فرمایا کہ یہ سب تو ہی رکھ اور اس سے علیحدہ ہو گئے یہ شخص تنہا مال لئے جنگل میں تھا کہ اتنے میں دو شخص اس کے پاس آئے اور چاہا کہ اس کو مار کر مال چھین لیں اس نے کہا کہ اس کو ہم آپس میں برابر تقسیم کر لیں گے لڑنے کی ضرورت کیا ہے اول ایک شخص گاؤں میں جا کر کھانا لے آوے کر اس کو کھا دیں غرض ایک ان میں سے کھانا لینے گیا اور دل میں کہا کہ اگر اس کھانے میں زہر ملا دوں تو دونوں شخص مر جائیں گے مال سارا مجھ کو ہی ملے گا اسی خیال سے کھانے میں زہر ملا دیا اور ادھر دونوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ اگر تیسرا شخص مارا جائیگا تو مال آدھا آدھا ہمارے حصہ میں آئے گا جب وہ کھانا لیکر آئے اس کو مار ڈالنا چاہیئے چنانچہ جب وہ کھانا لیکر گیا ان دونوں نے اس کو مار ڈالا اور کھانا کھالیا زہر کے باعث خود بھی وہاں ہی کھپ گئے اور سونا جوں کا توں جنگل میں پڑا رہا اور یہ تینوں اس کے گرد ڈھیر تھے۔ اس حال میں گذر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ان پر ہوا اپنے یاروں سے ارشاد فرمایا کہ دیکھو دنیا کا یہ حال ہے اس سے بچتے رہو۔

حکایت (۶۹۷) حضرت ذوالقرنین نے ایک قوم عجیب تارک دنیا کو دیکھا

روایت ہے کہ حضرت ذوالقرنین ایک قوم پر گذرے کہ ان کے پاس دنیا کی چیزوں

میں سے کچھ نہ تھا جیسے لوگوں کی غذا اور پوشاک وغیرہ ہوتی ہے ان کی معاش کا طور یہ تھا کہ قبریں کھود رکھی تھیں صبح کو اُن میں جھاڑو دیتے اور صاف کرتے اور انکے پاس نماز پڑھتے اور جانوروں کی طرح ساگ چرتے اور قدرتِ خدا سے ہر طرح کا ساگ اُن کے لئے وہاں موجود تھا حضرت ذوالقرنین نے اپنا ایلچی بھیجا کہ اُنکے سردار سے جا کر کہو کہ بادشاہ ذوالقرنین تم کو بلاتا ہے جب اُس نے اُس کے حاکم سے پیغام کہا اُس نے جواب دیا کہ مجھے کچھ اس سے غرض نہیں اگر اس کو کچھ مطلب ہو تو میرے پاس چلا آوے۔ حضرت ذوالقرنین نے فرمایا کہ واقع میں سچ کہا اور خود اس کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ میں نے تمہارے بلانے کو آدمی بھیجا تھا تم نے انکار کیا اب میں خود آیا۔ اُس نے عرض کیا کہ اگر مجھکو کچھ مطلب ہوتا تو میں خود آتا۔ آپ نے فرمایا کہ میں تمہارا حال دیکھتا ہوں ایسا کسی کا حال نہیں یہ کیا بات ہے کہ تمہارے پاس دنیا کی شئے[1] کچھ نہیں تم نے کچھ چاندی سونا کیوں نہیں پیدا کیا کہ اور لوگوں کی طرح آسائش میں رہتے۔ اُس نے جواب دیا کہ ہم نے سونا چاندی اس واسطے برا جانا کہ جس کسی کو یہ ملتا ہے اُس کا نفس یہی چاہتا ہے کہ اس سے افضل کوئی اور چیز ملے آپ نے فرمایا کہ پھر قبریں تم نے کس غرض سے کھودی ہیں اور صبح کو اُن کو صاف کر کے اُن کے پاس نماز کیوں پڑھتے ہو اس نے کہا کہ ان سے ہماری یہ مراد ہے کہ اگر بالفرض دنیا کی طمع ہم کو ہو بھی تو قبروں کے دیکھنے سے اس سے رُک جائیں اور طولِ اَمل[2] دل سے جاتی رہے۔ آپ نے فرمایا کہ پھر ساگ کس واسطے کھاتے ہو چوپایوں کو پال کر ان کا دودھ اور گوشت کیوں نہیں کھاتے۔ اور

---

[1] چیز ۱۲ [2] امیدوں کی زیادتی ۱۲

سوار کیوں نہیں ہوتے اُس نے کہا کہ ہم اپنے پیٹ کو جانوروں کی قبر نہیں بناتے زمین کے ساگ پات میں بھی ضرورت دفع ہو جاتی ہے آدمی کی زندگی کو ادنےٰ چیز کافی ہے اور گلے سے اُتر کر سب چیزیں ایک سی ہو جاتی ہیں پھر اُس نے ہاتھ بڑھا کر ذوالقرنین کے پیچھے سے ایک کھوپڑی اُٹھائی اور پوچھا کہ تم کو معلوم ہے کہ یہ کون ہے آپ نے فرمایا کہ میں نہیں جانتا اُس نے کہا کہ یہ ایک زمین کا بادشاہ تھا خدا تعالیٰ نے اس کو زمین کا حاکم کیا تھا اس نے سرکشی اور ظلم و ستم کیا جب خدا تعالیٰ نے اس کا ظلم و ستم دیکھا اس پر موت کو مسلطہ کیا اب ڈھیلے کی طرح پڑا پھرتا ہے اور اس کے سارے عمل خدا تعالیٰ کو معلوم ہیں قیامت کو ان کا بدلہ پائیگا۔ پھر ایک اور پُرانی کھوپڑی اُٹھا کر پوچھا کہ اس کو جانتے ہو انہوں نے فرمایا کہ مجھے معلوم نہیں اس نے کہا کہ یہ بھی ایک بادشاہ کا سر ہے جو اس کے بعد ہوا اور پہلے کا ظلم و ستم اس کو معلوم تھا اس نے لوگوں کے ساتھ تواضع اور فروتنی کی اور اپنی رعیت کے ساتھ عدل سے پیش آیا اب اس حال میں ہوگیا۔ خداوند کریم نے اس کے عمل بھی گن رکھے ہیں ان کا ثواب قیامت کو پائیگا۔ پھر ذوالقرنین کی کھوپڑی کی طرف جھک کر کہا کہ اے ذوالقرنین یہ کھوپڑی بھی انہیں دونوں کی طرح ہو جائے گی تو جو کچھ کیا کرے تامل سے کیا کر۔ آپ نے فرمایا کہ اگر تو میرے ساتھ چلے تو میں تجھ کو اپنا نائب اور وزیر مشیر اور شریک سلطنت کروں اس نے عرض کیا کہ میں اور آپ ایک جگہ نہیں رہ سکتے نہ اکٹھا ہو سکیں۔ آپ نے پوچھا کہ اس کا کیا سبب ہے اُس نے کہا کہ اس وجہ سے کہ آدمی تمہارے سب دشمن ہیں

۱؎ مقرر ۱۲ ۲؎ پستی ۱۲ ۳؎ عاجزی ۱۲

اور میرے سب دوست۔ آپ نے فرمایا کہ یہ کیونکر ہے اس نے کہا اس لئے کہ آپ کے پاس ملک و دنیا ہے اسی کے سبب سب آپ کے دشمن ہیں اور چونکہ میں نے دنیا پر لات ماری ہے مجھ سے عداوت[1] کی وجہ کوئی نہیں ہیں چونکہ خود محتاج و مفلس ہوں میرا دشمن کوئی نہیں۔ یہ سُن کر ذوالقرنین اس کے پاس سے چلے آئے اور اس کی باتوں سے کمال حیرت کرتے تھے اور عبرت[2] و نصیحت سمجھتے تھے۔

حکایت (۶۹۸) حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ کی عاجزی

حضرت حسنؒ سے مروی ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ ایک روز اپنے گھر سے نکلے اُن کے پیچھے بہت سے لوگ ہوئے آپ نے اُن کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ تم میرے پیچھے کیوں آتے ہو بخدا کہ جس سبب سے میں اپنا دروازہ بند رکھتا ہوں اگر تم کو معلوم ہو جائے تو دو شخص بھی میرے ساتھ نہ ہوں۔

حکایت (۶۹۹) حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا تکبر[3] سے بچنا

اور حضرت حسنؒ کا قول ہے کہ مردوں کے پیچھے جوتوں کی آواز ہوتی اس پر احمقوں کے دل کم توقف کرتے ہیں یعنی بیوقوف جلد خود بینی[4] میں آجاتے ہیں اور ایک روز آپ نکلے اور لوگ پیچھے ہوئے آپ نے پوچھا کہ مجھ سے کچھ غرض ہے تو خیر ورنہ عجب نہیں کہ یہ ساتھ چلنا ایمان داروں کے دل میں کچھ باقی نہ چھوڑے یعنی مشایعت[5] سے خوف سلب معرفت[6] کا ہے

---

[1] دشمنی ۱۲ [2] دوسرے کو دیکھ کر نصیحت حاصل کرنا ۱۲ [3] تکبر ۱۲ [4] (خود بینی) [5] رخصت کرنے کے لئے ساتھ جانا [6] معرفت چھن جانے کا ڈر ۱۲

ایک بزرگ کی ایک شخص کو نصیحت | **حکایت (۷۰۰)** روایت ہے کہ ایک شخص ابن محریز کے ساتھ سفر میں گیا جب اُن سے جدا ہونے لگا تو عرض کیا کہ مجھے کچھ وصیت کرو آپ نے فرمایا کہ اگر تجھ سے ہو سکے تو یہ بات کر کہ دوسرے کو جان لے اور تجھ کو کوئی نہ جانے چلتے وقت تیرے ساتھ کوئی نہ ہو۔ دوسرے سے تو پوچھے اور تجھ سے کوئی نہ پوچھے۔

حضرت ایوب کا مشایعت کو بُرا جاننا | **حکایت (۷۰۱)** حضرت ایوب سفر کے لئے نکلے ان کے ساتھ بہت سے لوگ ہوئے آپ نے فرمایا کہ اگر مجھ کو یہ علم نہ ہوتا کہ خدا جانتا ہے کہ میں دل سے اس مشایعت کو بُرا جانتا ہوں تو مجھے خوف غضب الٰہی تھا۔

شہرت آفت ہے اس سے پرہیز کرو | **حکایت (۷۰۲)** بعض اکابر کا قول ہے کہ میں حضرت ابو قلابہ کے ساتھ تھا اتنے میں ایک شخص آیا کہ بہت سے کپڑے پہنے تھا آپ نے فرمایا کہ اس بولنے گدھے سے بچتے رہو یعنی طالب شہرت مت بنیو۔

لباس کی آفت سے بچو | **حکایت (۷۰۳)** حضرت ثوریؒ فرماتے ہیں کہ بزرگان سابق دو شہرتوں کو بُرا جانتے تھے عمدہ کپڑوں کی اور نکمے پھٹے پُرانے کپڑوں کی اس لئے کہ آدمیوں کی نظر دونوں پر یکساں پڑتی ہے۔

حضرت بشر ابن الحارث کی ایک شخص کو ہدایت | **حکایت (۷۰۴)** ایک شخص نے بشر بن الحارث

لہ نصیحت کرنا رخصت کے وقت

سے عرض کیا کہ مجھے کچھ وصیت کرو انہوں نے فرمایا اپنے ذکر کو بجھا دے اور غذا کو حلال و پاک بنا۔

حضرت حوشبؒ اپنی تھوڑی شہرت پر رو دیئے

حکایت (۷۰۵) حوشبؒ اس بات پر روئے کہ میرا نام جامع مسجد تک پہنچ گیا۔

اللہ پاک کے ایسے فرماں بردار بندے بھی ہیں اگر وہ اللہ پر قسم دیں تو اللہ پوری کر دیتا ہے

حکایت (۷۰۶) محمد بن سویدؒ سے روایت ہے کہ مدینہ منورہ میں خشک سالی ہوئی ایک مرد صالح وہاں تھا کہ مسجد شریف ہی میں رہتا اور دعا مانگا کرتا سب لوگ دعا میں تھے کہ اتنے میں ایک شخص آیا جو پرانے کپڑے پہنے تھا اس نے آکر دو مختصر رکعتیں پڑھیں اور ہاتھ اٹھا کر دعا کی کہ الٰہی میں تجھ کو قسم دیتا ہوں کہ اسی وقت مینھ برسا دے۔ ابھی اس شخص نے اپنے ہاتھ نیچے نہیں کئے تھے اور نہ دعا سے فارغ ہوا تھا کہ آسمان بادلوں سے ڈھک گیا اور اتنا مینھ برسا کہ مدینہ کے لوگ ڈوبنے کے خوف سے فریاد کرنے لگے پھر اس شخص نے عرض کیا کہ الٰہی اگر تو جانتا ہے کہ اس قدر پانی ان کو بس ہے تو روک دے اُسی وقت بارش تھم گئی اور پھر یہ شخص اس مرد صالح کے پیچھے ہو لیا اور اس کا گھر معلوم کر کے صبح ہی اس کی خدمت میں گیا اور ملاقات کر کے کہا کہ میں ایک غرض سے آپ کے پاس آیا ہوں اُس نے پوچھا کہ کیا مطلب ہے کہا کہ یہ التجا ہے کہ آپ اپنی دعا میں مجھ کو بھی مخصوص کریں اس مرد صالح نے فرمایا کہ سبحان اللہ تم مجھ سے کہتے ہو کہ میں اپنی

(اس صفحہ کا حاشیہ اگلے صفحہ پر دیکھئے)

دعامیں تمکو خاص کروں۔ تمہارا حال تو کل معلوم ہی ہو گیا یہ کہو کہ یہ رُتبہ تمکو کیسے ملا اس نے کہا کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو امر و نہی کیا اس کو میں نے مانا اور اطاعت کی پس میں نے جو اللہ تعالیٰ سے سوال کیا اس نے میرا سوال مجھ کو عنایت کیا۔

ایک درویش سیاح کی نصیحت دینداری کو حصولِ مال و عزت کا وسیلہ نہ بناؤ۔

حکایت (۷۰۷) عبداللہ بن المبارکؒ فرماتے ہیں کہ وہب بن منبہ سے روایت ہے کہ ایک سیاح درویش نے اپنے یاروں سے کہا کہ بھائیو! ہم نے سرکشی کے خوف کے مارے اپنا مال اور زن و فرزند تو چھوڑ دیئے مگر ہم کو یہ خوف ہے کہ جس قدر مالداروں کو مال سے طغیان ہوتا ہے کہیں اس سے زیادہ ہم کو دین سے نہ ہو جاوے دیکھو ہم میں سے اگر کوئی کسی سے ملتا ہے تو یہ چاہتا ہے کہ دینداری کے باعث ہماری تعظیم کرے اور اگر کچھ کام کو کہیں تو ہماری دینداری کے سبب اُس کو لازم ہے کہ تعمیل کرے اور اگر کوئی چیز خریدا چاہتا ہے تو یہ اچھا جانتا ہے کہ ہماری دینداری کے جہت سے نرخ میں ارزاں ملے۔ یہ حال وہاں کے بادشاہ کو معلوم ہوا تو اپنے لشکر کو لیکر درویش کی زیارت کو چلا تمام جنگل اور پہاڑ آدمیوں سے بھر گیا۔ درویش نے پوچھا کہ یہ ہجوم کیسا ہے لوگوں نے کہا کہ بادشاہِ وقت آپ کی ملازمت کو آیا ہے۔ درویش نے خادم سے کہا کہ کھانا لاؤ وہ ساگ اور زیتون کا تیل اور خرما کے شگوفے لے آیا درویش نے اپنے کلے خوب بھر بھر کر بڑے بڑے لقمے کھانے شروع کئے اتنے میں بادشاہ نے آکر

حاشیہ صفحہ ہذا: لہ درخواست ۲ہ خاص ۳ہ پاک ہے اللہ (حاشیہ صفحہ ہذا) لہ بھاؤ ۱۲ ۲ہ بھیڑ ۱۲

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ان مجالس الذکر ریاض الجنۃ[1]" اور ہم لوگ تو خلق[2] کے انتظام میں مبتلا ہو گئے ورنہ ان مجالس میں ہم سے زیادہ تم نہ بیٹھتے کیونکہ ہم کو ان مجالس کی خوبیاں زیادہ معلوم ہیں۔ بعد اس کے حجاج نے تبسم[3] کر کے ایسی تقریر کی کہ حضرت حسنؓ اور حاضرین جلسہ سب اس کی بلاغت[4] سے متعجب[5] ہو کے فارغ ہو کر اٹھ کھڑا ہوا۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک آدمی شام کا حضرت حسنؓ کی مجلس میں آیا اور جس جگہ حجاج کھڑا تھا وہاں ہی کھڑا ہو کر کہنے لگا کہ اے مسلمانو خدا کے بندو تم کو تعجب نہیں آتا کہ میں ایک شخص نہایت بوڑھا ہوں اور جہاد کرتا ہوں گھوڑے خچر کی اور خیمہ کی مجھے تکلیف ہے اور میرے پاس تین سو درم ہیں جو لوگوں نے دیئے ہیں اور میری سات لڑکیاں ہیں غرض یہاں تک اپنی تنگدستی کی شکایت کی کہ حضرت حسنؓ اور سب ان کے ساتھی اس پر رحم کرنے لگے اور حضرت حسنؓ سر نیچے جھکائے تھے۔ جب وہ شخص کلام سے فارغ ہوا تو آپ نے سر اٹھایا اور فرمایا کہ خدا ان امرا سے سمجھے انہوں نے اللہ کے بندوں کو اپنا غلام تصور کیا ہے اور خدا تعالیٰ کے مال کو اپنا مال سمجھ لیا ہے لوگوں سے دینار و درم کے لئے لڑتے ہیں جب دشمنِ خدا جہاد کو جاتا ہے تو خود چمکتے خیموں میں رہتے ہیں اور تیز سواریوں پر سوار ہوتے ہیں۔ اور اگر دوسرے کسی مسلمان بھائی کو جہاد پر بھیجتے ہیں تو بھوکا پیاسا پیادہ بھیج دیتے ہیں۔ اسی طرح کی بری بری باتیں آپ نے سلاطین کے حق میں کہیں اور ان کے عیبوں میں سے کچھ فروگذاشت نہ کیا ایک شخص اہل شام میں کا اٹھا

---

[1] ذکر و وعظ کی مجلسیں جنت کے باغ ہیں [2] مخلوق ۱۲ [3] مسکرا کر ۱۲ [4] خوش بیانی ۱۲
[5] تعجب کرنے والے ۱۲

ور آپ کی چغلی حجاج سے جاکر کی اور بعینہٖ آپ کا کلام نقل کر دیا۔ تھوڑی ہی دیر
کے بعد حجاج کا آدمی آیا اور آپ سے کہا کہ امیر نے یاد کیا ہے حضرت حسنؒ ساتھ
ہوئے اور ہم کو خوف ہوا کہ دیکھئے اس سخت کلامی سے کیا نتیجہ ہو۔ ذرا دیر
کے بعد آپ تبسم کرتے واپس آئے اور میں نے بہت کم آپ کو ہنستے دیکھا آپکا
تو ہمیشہ سے مسکرانے کا ہی تھا جب تشریف لاکر اپنی جگہ بیٹھ گئے تو امانت کی
ظمت بیان فرمائی اور فرمایا کہ آپس کے پاس بیٹھنے میں بھی امانت ہے شاید
کو یہی خیال ہوگا کہ خیانت درم و دینار کے سوا اور کسی چیز میں نہیں حالانکہ اشد
یانت[۱] یہ ہے کہ تم لوگ ہمارے پاس بیٹھو اور ہم تم پر اعتبار کر کے کچھ ذکر کریں
تم اس کو ایک آگ کے شعلہ کے پاس جاکر کہدو۔ میرا حال یہ ہوا کہ جب اس
خص کے سامنے (یعنی حجاج کے) گیا تو اس نے کہا کہ آپ اپنی زبان کو کوتاہ[۲] کریں
یہ الفاظ کہے کہ جب دشمنِ خدا خود جہاد کرتا ہے تو ایسا ایسا ہوتا ہے اور جب
مرے سے جہاد کراتا ہے تو چنیں[۳] چناں کرتا ہے یہ باتیں مت کہو ہمیں اس کی کچھ
ا نہیں کہ تم لوگوں کو ہم پر برانگیختہ کرو اور نہ ہم اس بات سے تمہاری نصیحت
قبول جانیں مگر آپ کو یہ باتیں کم کرنی چاہئیں۔ پھر حسنؒ نے فرمایا کہ اس طرح
انے اس کو دفع کیا۔

حکایت (۱۱۷) حق تعالیٰ تمہارے تکلف کو دیکھتا ہے

حضرت ذوالنونؒ مصری ایک بار کھڑے ہوئے اور
نے لگے ایک پیرجی اُنکے ساتھ کھڑے ہوئے کہ اُن میں اثر تکلف کا معلوم ہوتا تھا

[۱] بڑی سخت خیانت یعنی بے ایمانی ۱۲ [۲] کم کریں ۱۲ [۳] ایسا ایسا کہ دو ر ۱۲

حضرت ذوالنون رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اے شیخ "الذی یراک حین تقوم" یعنی خدا تو تمہارے اس قیام کو دیکھتا ہے تکلیف کی کیا ضرورت ہے پس وہ شیخ بیٹھ گیا۔

خدا پر بھروسہ

حکایت (۱۲ ۷) روایت ہے کہ ایک عالم کنویں میں گر پڑے لوگ ان کے نکالنے کو آئے اور رسی اندر ڈالی تو انہوں نے اندر سے قسم دلائی کہ جس شخص نے مجھ سے ایک آیت بھی قرآن مجید کی پڑھی ہو یا حدیث سُنی ہو وہ اس رسی کو ہاتھ نہ لگاوے اسی خوف سے کہ مباداً اتنی خدمت لینے سے ثواب نہ جاتا رہے۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے تعلیم حدیث کی وجہ سے تحفہ نہیں لیا۔

حکایت (۱۳ ۷) شقیق بلخی روایت کرتے ہیں کہ میں نے ایک کپڑا حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بطور ہدیہ[2] بھیجا انہوں نے مجھ کو واپس کر دیا۔ میں نے عرض کیا کہ یا حضرت میں تو آپ سے حدیث نہیں پڑھتا ہوں کہ آپ پھیرے دیتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ یہ تو میں بھی جانتا ہوں مگر تمہارا بھائی مجھ سے حدیث پڑھتا ہے مجھے یہ خوف ہے کہ کہیں اس کے لئے میرا دل اوروں کی بہ نسبت زیادہ نرم نہ ہو جائے۔

اللہ کے واسطے تعلق میں خیانت نہیں کی

حکایت (۱۴ ۷) ایک بار ایک شخص انہیں کی خدمت میں ایک تھیلی یا دو تھیلیاں لایا اور اس شخص کا باپ آپ کا بڑا دوست تھا آپ اکثر

---

[1] ایسا نہ ہو ۱۲ [2] بطور تحفہ ۱۲

اس کے پاس تشریف لے جاتے تھے۔ اس شخص نے عرض کیا کہ آپ کے دل میں میرے باپ کی طرف سے کوئی بات ہے آپ نے فرمایا خدا اُس کو بخشے وہ ایسا اور ایسا تھا اُس کی مدح و ثنا کی۔ اُس نے عرض کیا کہ آپ تو جانتے ہی ہیں کہ یہ مال میرے قبضے میں اُسی کے ترکہ سے آیا ہے تو میں اس قدر لایا ہوں کہ آپ بھی اس سے اپنی عیال کی برداخت فرمائیں پس حضرت سفیانؒ نے قبول کر لیا مگر جب وہ شخص چلا گیا تو اپنے بیٹے مبارک سے کہا کہ جلد جاؤ اور اس شخص کو میرے پاس بُلا لاؤ جب وہ شخص آیا تو آپ نے فرمایا کہ اب میری مرضی یہ ہے کہ اپنا مال لیجاؤ اس نے ہر چند اصرار کیا مگر آپ نے نہ مانا اور واپس کر دیا شاید اس کی وجہ یہ ہوگی کہ اس کے باپ سے محبت للہ تھی تو بُرا جانا کہ اس کے مال میں سے کچھ لیویں۔ آپ کے بیٹے مبارک کہتے ہیں کہ جب وہ شخص مال لیکر چلا گیا میں نہ رہ سکا اور آپکی خدمت میں آکر عرض کیا کہ آپ کو کیا ہوا ہے یہ چند گنتی کے پتھر تھا ان کو واپس کیوں کر دیا تمہارے یہاں کیا کنبہ نہیں تم کو مجھ پر رحم نہیں آتا اپنے بھائیوں پر رحم نہیں کرتے نہ ہمارے عیال پر رحم کرتے ہو غرض جتنا کہا گیا خوب کہا آپ نے ارشاد فرمایا کہ لوگو خدا سے ڈرو۔ اُڑاؤ تو تم اور اس کی باز پرس ہو مجھ سے۔

حکایت (۷۱۵) حضرت سفیان ثوریؒ کی نظر میں مالداروں کی ذلت

روایت ہے کہ جیسی ذلت توانگروں کو حضرت سفیان ثوریؒ کی مجلس میں ہوتی تھی ایسی اور جگہ نہیں ہوتی تھی آپ کا دستور تھا کہ تونگروں کو پچھلی صف میں بٹھلاتے تھے

لے ضد کی ۱۲ سے مالداروں ۱۲ سے طریقہ ۱۲

اور اگلی صف میں فقرا ہوتے تھے۔ یہاں تک کہ تونگران کی مجلس میں تمنا کرتے تھے کہ کاش ہم فقیر ہوتے۔

حکایت (۱۶) حضرت ابن سماکؒ کی باندی کی زبان درازی

ابن سماک نے اپنی لونڈی سے کہا تھا کہ نہیں معلوم کیا سبب ہے کہ جب میں بغداد میں آتا ہوں تو مجھ پر حکمت کا دروازہ کھلجاتا ہے یعنی کلام حکمت آمیز بہت کہتا ہوں۔ اس نے جواب دیا کہ لالچ سے آپ کی زبان تیز ہو جاتی ہے۔

حضرت محمد بن واسع نے اپنے صاحبزادہ کو کیسی نصیحت فرمائی ہے

حکایت (۱۷) محمد بن واسع نے اپنے لڑکے کو اتراتے دیکھ کر بلایا اور کہا کہ تجھے معلوم ہے کہ تو کون ہے۔ اور تیری ماں تو وہ تھی جس کو میں نے دو سو درہم میں مول لیا تھا۔ اور تیرا باپ ایسا ہے کہ خدا تعالیٰ مسلمانوں میں ویسے بہت نہ کرے۔

حکایت (۱۸) ایک شخص نے مہلب کو ریشمی لباس پہن کر اترا کر چلنے سے منع کیا

روایت ہے کہ مطرف عبداللہ نے مہلب کو دیکھا حریری جبہ پہنے تبختر کرتا ہے آپ نے فرمایا کہ اے بندۂ خدا اس چال کو خدا اور رسول برا جانتے ہیں اس نے جواب دیا کہ تم مجھے جانتے ہو آپ نے فرمایا کہ ہاں جانتا ہوں۔ اول ہیں تو

ۓ دردیشوں ۱۲ ؎ دانائی ۱۲ ؎ معرفت سے ملا ہوا ۱۲ ؎ ریشمی جبہ ۱۲ ؎ ناز سے اکڑ کر چلنا ۱۲

نطفہ خراب تھا اور انجام کو ایک مردار ناپاک ہوگا اور اب غلاظت کو لادے پھرتا ہے۔ مہلب یہ سن کر چلا گیا اور وہ چال چھوڑ دی۔

حکایت (۷۱۹) حضرت سلیمان ابن داؤد علیہ السلام کی مسکنت

حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام کا دستور تھا کہ جب صبح ہوتی تو رئیسوں تونگروں اور شریفوں کو دیکھا کرتے یہاں تک کہ ان سے فارغ ہو کر مساکین میں آتے اور انکے پاس بیٹھ جاتے اور فرماتے کہ مسکین کا گذر مسکینوں ہی میں ہے۔

حکایت (۷۲۰) حضرت یونس بن عبید کی تواضع

یونس بن عبید جب عرفات سے پھرے تو کہنے لگے کہ اگر میں لوگوں میں نہ ہوتا تو یقیناً ان پر رحمت ہوتی اب مجھے خوف ہے کہ شاید میرے سبب سے رحمت سے محروم نہ رہے ہوں۔

حکایت (۷۲۱) حضرت مالک ابن دینار اپنے کو سب سے برا سمجھتے تھے

مالک بن دینارؒ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی مسجد کے دروازہ پر کھڑا ہو کر پکارے کہ جو تم سب میں برا شخص ہو وہ باہر نکلے تو مجھ سے آگے کوئی نہ جا سکے سب سے اول میں ہی دوڑوں البتہ جس کے اندر طاقت دوڑنے کی ہو وہ بڑھ جاوے تو بڑھ جاوے۔ راوی کہتا ہے کہ جب ابن مبارکؒ کو حضرت مالکؒ کا یہ کلام پہنچا تو انہوں نے فرمایا کہ مالک اسی جہت سے مالک ہوا ہے۔

۱؎ بیج ۱۲ ۲؎ گندگی ۱۲ ۳؎ جمع مسکین کی مراد وہ غریب لوگ جن کے پاس کچھ نہ ہو ۱۲

حضرت محمد بن مقاتلؒ کی دعاسے آندھی زلزلہ کی مصیبت دور ہو گئی

حکایت (۷۲۲) موسیٰ بن القاسم کہتے ہیں کہ ایک بار ہمارے یہاں زلزلہ اور سرخ آندھی آئی تو میں محمد بن مقاتلؒ کے پاس گیا اور کہا کہ اے ابوعبداللہ آپ ہمارے امام ہیں خدا تعالیٰ سے دعا مانگیے آپ رونے لگے اور فرمایا کہ اگر میرے سبب تم ہلاک نہ ہو تو میں اسی کو غنیمت جانوں۔ محمد بن قاسم کہتے ہیں کہ میں نے پھر خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ آپ فرماتے ہیں کہ محمد بن مقاتل کی دعاء سے خدا تعالیٰ نے تم پر سے آندھی وغیرہ کو دور کر دیا۔

مکہ معظمہ میں تکبر کا نتیجہ

حکایت (۷۲۳) عمرو بن شیبہ کہتے ہیں کہ میں مکہ معظمہ میں صفا اور مروہ کے درمیان تھا دیکھا تو ایک شخص خچر پر سوار ہے اور اس کے آگے بہت سے غلام لوگوں کو دھکے دیتے اور سختی کرتے جاتے ہیں پھر بعد چندے میرا گذر بغداد میں ہوا اور محل کے اوپر کھڑا تھا کہ ایک شخص ننگے پاؤں اور ننگے سر لمبے لمبے بال والا سامنے آیا میں نے اس کو بغور دیکھنا شروع کیا اس نے پوچھا کہ تم کیا دیکھتے ہو میں نے کہا کہ تمہاری صورت کا ایک آدمی میں نے مکہ معظمہ میں دیکھا تھا اور سب پتے بتلائے اس نے کہا کہ میں وہی شخص ہوں میں نے پوچھا کہ تمہارا کیا حال ہو گیا اس نے جواب دیا کہ میں نے ایسی جگہ بلندی[1] ظاہر کی تھی جہاں لوگ انکسار[2] کرتے ہیں اس کے عوض[3] میں خدا تعالیٰ نے مجھ کو ایسی جگہ پست کر دیا

---

[1] بڑائی ۱۲ [2] عاجزی ۱۲ [3] بدلہ ۱۲

جہاں لوگ رتبہ ظاہر کرتے ہیں۔

حکایت (۷۲۴) حضرت ابراہیم رحمہ اللہ کی تواضع

مغیرہؒ کہتے ہیں کہ ہم ابراہیمؒ سے اتنا ڈرتے تھے جیسے بادشاہ کا خوف ہوتا ہے اور وہ یہ فرمایا کرتے تھے کہ جس زمانہ میں فقیہ[1] کونہ کا ہوا ہوں وہ برا زمانہ ہے کہ مجھ سا شخص فقیہ گنا جاوے۔

حضرت عطائے سلمی کی تواضع

حکایت (۷۲۵) عطائے سلمی جب رعد کی آواز سنتے تو اٹھ بیٹھتے اور دردِ زہ[2] والی عورت کی طرح پیٹ پکڑتے اور کہتے یہ بلا میرے سبب سے تم پر آئیگی اگر میں مرجاؤں تو لوگوں کو راحت پہنچے۔

حضرت عبداللہ ابن مبارکؒ کی انکساری

حکایت (۷۲۶) ایک شخص نے حضرت عبداللہ ابن المبارکؒ کے لئے دعا دی کہ جو تم کو توقع ہو خدا تعالیٰ عنایت فرمائے۔ آپ نے فرمایا کہ توقع بعد معرفت[3] کے ہوتی ہے یہاں سرے سے معرفت ہی نہیں۔

حکایت (۷۲۷) حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی معرفت وحکمت

حضرت سلمان فارسیؓ کے پاس ایک روز اہل قریش[4] فخر کرنے لگے آپ نے فرمایا کہ اگر میرا حال پوچھتے ہو تو ناپاک نطفہ سے پیدا ہوا ہوں انجام کو مردار اور بدبودار ہو جاؤں گا پھر میزان

---

[1] عالم فقہ ۱۲ [2] پیدایش کا درد ۱۲ [3] خدا شناسی ۱۲ [4] قریش خاندان کے لوگ ۱۲ بقیہ

میں اگر پلّہ بھاری رہا تو میں اچھا ہوں اور اگر ہلکا رہا تو بُرا ہوں۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے نفس کی شرارت خوب پہچانی

حکایت (۷۲۸) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ایک قوم کو نماز پڑھائی جب سلام پھیرا تو فرمایا کہ میرے سوا اور کوئی امام تلاش کر لو یا اکیلے پڑھ لیا کرو اس لئے کہ تمہاری امامت سے میرے جی میں یہ بات گذری کہ مجھ سے افضل[1] ان میں کوئی نہیں۔

عبادت پر تکبّر اور گناہوں سے شرمندگی کا انجام

حکایت (۷۲۹) روایت ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا کثرت فساد[2] کے باعث[3] اُس کا نام فسادی ہو گیا تھا۔ اور ایک عابد بنی اسرائیل میں کثرتِ عبادت سے عابد مشہور ہو گیا تھا اور یہاں تک عبادت کی تھی کہ ایک ابر کا ٹکڑا اس پر سایہ کئے رہتا تھا وہ شخص فسادی ایک روز اُس کے پاس گذرا اور دل میں سوچا کہ یہ عابد عبادت میں مشہور ہے اور میں فسادی ہوں اگر میں اس کے پاس بیٹھ جاؤں تو کیا عجب ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھ پر رحم کرے۔ یہ سوچکر اس کے پاس جا بیٹھا اور عابد نے سوچا کہ میں تو عابد ہوں اور یہ فسادی ہے میرے پاس کیوں بیٹھا اس سے تنگ[4] کیا اور کہا کہ یہاں سے اُٹھ جا خدا تعالےٰ نے اس وقت کے نبی کو وحی کی کہ ان دونوں سے کہدو کہ عمل از سرِ نو[5] کریں۔ پہلے اعمال کا یہ حال ہے کہ میں نے فسادی کو بخشدیا اور عابد کے عمل باطل کر دیئے۔

---

[1] زیادہ بہتر ۱۲ [2] فساد صلاح کی ضد ہے تباہی و برائی بہت ۱۲ [3] سبب ۱۲ [4] عاجز [5] کام نئے سرے سے کریں ۱۲

عبداللہ ابن عمرؓ کا اللہ پر بھروسہ

حکایت (۷۳۰) حضرت عبداللہ بن عمرؓ اپنے ساتھ کھانے سے کسی کوڑھی اور سفید داغ والے اور مریض کو نہ روکتے بلکہ اپنے دستر خوان پر بٹھلا لیتے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کی تواضع

حکایت (۷۳۱) روایت ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے یہاں ایک مہمان رات کو آیا اُس وقت آپ کچھ لکھتے تھے اور چراغ میں تیل نہ تھا۔ گل ہونے لگا مہمان نے کہا کہ آپ فرماویں تو میں اُس کو درست کر دوں۔ آپ نے فرمایا کہ مہمان سے خدمت لینی اچھی بات نہیں اُس نے کہا کہ خادم[1] کو جگا دوں۔ آپ نے فرمایا کہ وہ کچی نیند میں ہے یہ کہہ کر آپ ہی اُٹھے اور کپّی لیکر چراغ کو تیل سے بھر دیا مہمان نے کہا کہ اے امیر المومنین[2] آپ ہی نے تکلیف کی۔ فرمایا کہ جب میں تیل لینے گیا تھا جب بھی عمر ہی تھا اب پھر کر آیا تب بھی عمر ہی ہوں مجھ سے کچھ کم نہیں ہو گیا اور لوگوں میں سے بہتر وہی ہے جو اللہ کے نزدیک متواضع[3] ہو

امیر لشکر کی عاجزی

حکایت (۷۳۲) حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ جس وقت امیر لشکر تھے گھڑا پانی کا خود حمام میں لیجاتے تھے۔

حضرت ابو ہریرہؓ کی انکساری

حکایت (۷۳۳) ثابت ابن مالک روایت کرتے ہیں کہ جن دنوں حضرت ابو ہریرہؓ مروان کی طرف سے خلیفہ تھے میں نے دیکھا کہ بازار سے لکڑیوں کا گٹھا اُٹھائے لاتے ہیں اور مجھے فرماتے ہیں کہ امیر کو رستہ دو۔

---

[1] خدمت کرنے والا ۱۲ [2] مومنین کے سردار ۱۲ [3] عاجزی کرنے والا ۱۲

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی قابلِ پیروی زندگی

حکایت (۷۳۴) اصبغ بن نباتہ تابعیؒ فرماتے ہیں کہ اب تک میری آنکھوں میں گویا تصویر بندھ رہی ہے کہ حضرت عمرؓ بائیں ہاتھ میں گوشت اور داہنے ہاتھ میں دُرّہ لئے بازار میں گشت کرتے ہوئے اپنے گھر میں داخل ہوئے۔

اپنا کام خود کرنا بہتر ہے

حکایت (۷۳۵) بعض تابعین سے روایت ہے کہ میں نے دیکھا کہ حضرت علیؓ نے ایک درم کا گوشت خرید کر اپنی چادر میں رکھ لیا میں نے عرض کیا کہ لائیے میں لے چلوں آپ نے فرمایا کہ عیالدار ہی کو اس کا لے چلنا زیبا تر ہے۔

امیر المؤمنین حضرت عمرؓ کے لباس میں چودہ پیوند

حکایت (۷۳۶) زید بن وہبؒ راوی ہیں کہ میں نے حضرت عمرؓ کو دیکھا کہ دُرّہ لیکر بازار میں نکلے جو جامہ کہ اُس وقت پہنے تھے اُس میں چودہ پیوند تھے جن میں سے بعضے چمڑے کے بھی تھے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا زہد

حکایت (۷۳۷) حضرت علیؓ پر جو بعضے شخصوں نے پیوند لگی چادر کے باعث اعتراض کیا تو آپ نے فرمایا کہ اس سے دل میں خشوع ہوتا ہے اور لوگ اقتدا کرتے ہیں۔

حضرت طاؤسؒ کی سادگی

حکایت (۷۳۸) طاؤسؒ کہتے ہیں کہ باوجودیکہ میں اپنے انہیں دو کپڑوں کو

(اس صفحہ کا حاشیہ اگلے صفحہ پر دیکھئے)

دھو لیتا ہوں پھر بھی جب تک اُجلے رہتے ہیں میں اپنے دل کو نہیں پہچانتا۔

حکایت (۷۳۹) حضرت عمرؒ ابن عبدالعزیزؒ کی خلافت کے بعد کی زندگی

روایت ہے کہ حضرت عمرؒ بن عبدالعزیز کے لئے قبل خلافت لباس ہزار دینار کا لیا جاتا تھا تو فرماتے تھے کہ اس میں اگر سختی نہ ہوتی تو بہت عمدہ تھا۔ خلافت کے بعد ان کا لباس پانچ درم کو مول آتا تھا اور فرماتے تھے کہ اس میں یہی عیب ہے کہ نرم ہے ورنہ بہت خوب تھا۔ لوگوں نے پوچھا کہ حضرت آپ کا لباس اور سواری اور عطر سابق کہاں گیا آپ نے فرمایا کہ مجھ کو خدائے تعالیٰ نے نفس زینت پسند[1] اور شائق[2] عنایت کیا ہے دنیا میں جو مرتبہ آتا گیا اُس سے اعلیٰ مرتبہ کی خواہش کرتا گیا یہاں تک کہ جب سلطنت کا مزہ اس نے چکھا جو سب مراتب دنیاوی سے اعلیٰ ہے تو مشتاق[3] اللہ تعالیٰ کے نزدیک کے مراتب[4] کا ہوا۔

حکایت (۷۴۰) حضرت عمرؒ ابن عبدالعزیز کی تواضع اور سادہ زندگی

سعید بن سوید روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمرؒ بن عبدالعزیز نے ہم کو نماز جمعہ کی پڑھائی اور بیٹھ گئے اس وقت آپ ایک کرتہ پہنے ہوئے تھے جس کے گریبان میں سامنے اور پیچھے پیوند لگا ہوا تھا۔ ایک شخص نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ یا امیرالمؤمنین اللہ تعالیٰ نے آپ کو سب کچھ دیا ہے آپ پہنتے کیوں نہیں

(حاشیہ صفحہ ۱۲۰) [1] مناسب ۱۲ [2] چمڑے کا بنا ہوا کوزا ۱۲ [3] عجز و فروتنی، عاجزی ۱۲ [4] پیروی ۱۲

(حاشیہ صفحہ ہذا) [1] سجاوٹ پسند کرنیوالا ۱۲ [2] شوق رکھنے والا ۱۲ [3] شوق رکھنے والا مراد طالب ۱۲ [4] درجات ۱۲

آپ نے بڑی دیر تک سر جھکائے رکھا پھر سر اُٹھا کر فرمایا کہ بہتر میانہ روی تونگری میں ہوتی ہے اور عفو بھی افضل وہی ہے جو قدرت کے وقت ہو۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص زینت کو خدا کے واسطے چھوڑ دے اور خدا کے لئے تواضع کی راہ سے اچھے کپڑے پہننے ترک کرے تو اللہ تعالیٰ بالضرور اس کے لئے سب سے عمدہ لباس جنت کا جمع فرمائے گا۔

ایک موچی کی مقبولیت کی وجہ

حکایت (۷۱۴) روایت ہے کہ ایک عابد ایک پہاڑ پر جا رہا اس کو خواب میں یوں حکم ہوا کہ فلانے موچی سے جا کر اپنے لئے دعا کرا۔ عابد اس کے پاس آیا پوچھا کہ تمہارا عمل کیا ہے اس نے کہا کہ میں دن کو روزہ رکھ کر مزدوری کرتا ہوں اور اُس میں سے کچھ خیرات کرتا ہوں اور کچھ بال بچوں کو کھلاتا ہوں۔ عابد پھر آیا اور کہنے لگا کہ یہ عمل تو اچھا ہے مگر ایسا تو نہیں جیسا صرف خدا کی اطاعت کے سوا اور کچھ نہ کرے۔ دوسری بار پھر خواب میں اس کو حکم ہوا کہ موچی سے جا کر پوچھ کہ تیرا رنگ زرد کیوں ہے۔ جب آ کر دریافت کیا تو اس نے کہا کہ جو آدمی مجھے نظر پڑتا ہے میں یہی تصور کرتا ہوں کہ یہ تو نجات پائیگا اور میں ہلاک ہو جاؤں گا۔ عابد نے کہا کہ اسی وجہ سے یہ شخص مقبول ہے۔

حضرت مسلم بن یسار کا مجاہدہ

حکایت (۷۱۵) مسلم بن یسار فرماتے ہیں کہ ایک رات میں سجدے میں اس زور سے گیا کہ میرے دونوں آگے کے دانت ٹوٹ گئے۔ کسی نے مجھ سے کہا کہ ہم تو

۱؎ درمیانی چال ۱۲ ۲؎ مالداری ۱۲ ۳؎ معاف کرنا ۱۲ ۴؎ جوتی بنانے والا ۱۲ ۵؎ اللہ کے نزدیک قبول کیا گیا

اللہ سے توقع مغفرت[1] رکھتے ہیں یعنی اس لئے عمل نہیں کرتے۔ مسلم رحؒ نے جواب دیا کہ رجا[2] یہ ہرگز نہیں جس چیز کی رجا ہوتی ہے آدمی اس کو ڈھونڈتا ہے اور جس چیز سے ڈرتا ہے اس سے بھاگتا ہے۔

تواضع وانکساری کی برکت

حکایت (۳۴۲) حضرت مالک بن دینارؒ فرماتے ہیں کہ دو شخص ایک مسجد میں آئے اُن میں سے ایک مسجد کے دروازہ پر کھڑا ہو کر کہنے لگا کہ مجھ جیسا آدمی خدا کے گھر میں جائے یعنی شدت احتیاط[3] وانکسار[4] سے یہ جملہ کہا اسی جگہ صدیقوںؓ[5] میں لکھا گیا۔ یعنی تعظیم مسجد اس درجہ کی کہ اپنے جانے سے گویا مسجد کو آلودہ سمجھا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا فرمان سب سے محبوب چیز اللہ کے نزدیک قلب سلیم ہے

حکایت (۳۴۳) حواریوں نے ایک بار حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ دیکھئے یہ مسجد کیا عمدہ ہے آپ نے فرمایا کہ اے میری اُمت میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس مسجد کی اینٹ پر اینٹ قائم نہ چھوڑے گا اس مسجد والوں کے گناہ کے باعث سب کو برباد کریگا۔ اللہ کے نزدیک نہ سونے چاندی کی کچھ قدر ہے اور نہ ان اینٹوں کی قدر جو تم کو اچھی معلوم ہوتی ہیں بلکہ اس کے نزدیک سب سے محبوب[6] چیزیں نیک بخت دل ہیں ان سے اللہ تعالیٰ زمین کو آباد کرتا ہے اور جب وہ نیک بخت نہیں رہتے تو انہیں کی شامت[7] سے زمین کو

---

[1] بخشش کی امید [2] امید [3] احتیاط کی زیادتی [4] عاجزی، فروتنی [5] جمع صدیق کی [6] سب سے پیاری [7] نحوست سے ۱۲

ویرانی[1] کرتا ہے۔

قبولیت کا وسیلہ توبہ ہے

حکایت (۷۴۵) روایت ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک جوان تھا جس نے خدا تعالیٰ کی عبادت کی تھی پھر اسکی نافرمانی بھی بیس برس تک کی۔ پھر آئینہ میں جو دیکھا تو ڈاڑھی میں سفیدی نظر آئی اور بُرا معلوم ہوا جناب الٰہی میں عرض کیا کہ خدایا میں نے بیس برس تک تیری اطاعت کی اور بیس برس تک نافرمان رہا اب اگر اپنی حرکات سے باز آکر تیری طرف رجوع کروں تو تو قبول فرمائے گا۔ اُسی وقت ایک آواز سنی مگر کہنے والا نظر نہ آیا۔ مطلب اس کا یہ تھا کہ تو نے ہم سے دوستی کی تو ہم نے بھی تجھ سے محبت رکھی اور جب تو نے ہم کو چھوڑ دیا تو ہم نے تجھ کو چھوڑ دیا۔ اور تو نے نافرمانی کی تو ہم نے مہلت[2] دی۔ اب اگر رجوع[3] کریگا تو پذیرا[4] فرمائیں گے۔

قلب کے غافل ہونیکے باوجود ذکر زبانی مفید ہے

حکایت (۷۴۶) بعض مریدین نے اپنے مرشد ابو عثمان مغربی سے عرض کیا کہ میری زبان بعض اوقات ذکر و قرآن پر جاری ہو جاتی ہے حالانکہ میرا دل غافل ہوتا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ خدا کا شکر کرو کہ اُس نے تمہارے ایک عضو[5] کو خیر[6] میں لگایا اور ذکر کا عادی بنایا اور شر[7] میں نہ لگایا نہ فضول[8] کا عادی فرمایا۔

تقوے کی برکات

حکایت (۷۴۷) بنی اسرائیل کے قصوں میں یہ بھی مذکور ہے کہ ایک شخص نے کسی دوسرے شہر میں نکاح کیا تھا۔

---

[1] برباد [2] ڈھیل [3] لوٹنا مراد توبہ [4] قبول [5] بدن کا حصہ [6] بھلائی [7] برائی [8] بیفائدہ باتوں ۱۲

اپنے غلام کو اس عورت کے لانے کے لئے بھیجا۔ اثنا راہ میں اُس کے نفس نے براہ نفسانیت اس عورت سے اپنا مقصود[1] چاہا مگر اس غلام نے اپنے نفس پر مجاہدہ کر کے روک رکھا اور اس کی خواہش کا مغلوب[2] نہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے تقویٰ کی بدولت اُس کو بنی اسرائیل کا پیغامبر کر دیا۔

ایک عارف کا قول بندہ کا یہی حال ہے

حکایت (۷۴۸) بعض عارفین کے حال میں لکھا ہے کہ وہ اپنے کپڑے اٹھائے ہوئے کیچڑ میں جاتے تھے اور پاؤں گڑا کر رکھتے تھے کہ پھسل نہ جائے مگر ان کا پاؤں پھسل گیا اور گر پڑے پھر اُٹھ کر عین کیچڑ میں روتے ہوئے جاتے تھے اور کہتے تھے کہ یہی حال بندہ کا ہے کہ ہمیشہ گناہوں سے بچتا جاتا ہے اور کنارہ کشی کرتا ہے یہاں تک کہ ایک یا دو گناہوں میں مبتلا ہو جاتا ہے پھر تو بالکل گناہوں میں دھنس جاتا ہے۔

آدمی پر جو مصیبت آتی ہے سب اُس کے گناہوں کی بدولت آتی ہے

حکایت (۷۴۹) حضرت فضیل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ آدمی پر جو گردش زمانہ[3] یا ستم ابنائے جنس[4] ہو تو جانے کہ سب میرے گناہوں کی بدولت ہے۔

میرے گدھے کی عادت بگڑنا بھی میرے گناہوں کے باعث ہے

حکایت (۷۵۰) بعض اکابر کا قول ہے کہ اگر میرے گدھے کی عادت بھی بگڑ جائے

[1] مطلب ۱۲ [2] عاجز ۱۲ [3] لوٹ پھیر مراد مصیبت ۱۲ [4] ہم جنسوں کا ظلم ۱۲

تو میں یہی جانوں کہ میرے ہی قصور کے سبب ہے۔

ایک عارف کا نظریہ

حکایت (۷۵۱) ایک عارف فرماتے ہیں کہ میں اپنے گناہ کی عقوبت[1] اپنے گھر کے چوہے میں بھی جانتا ہوں۔

امرد (بے ڈاڑھی) کی طرف دیکھنے کی نحوست

حکایت (۷۵۲) بعض صوفی راوی ہیں کہ میں نے شام کے ملک میں ایک غلام نصرانی خوبصورت کو دیکھا اور کھڑا ہو کر اسکے جمال[2] کو تکنے لگا اتنے میں میرے پاس ابن جلاء دمشقی آئے اور میرا ہاتھ پکڑا مجھ کو شرم آئی اور بات بنا کر ان سے عرض کیا کہ مجھے اس کی صورت دیکھ کر یہ تعجب تھا کہ جانے خدا کی کیا حکمت ہے کہ ایسی صورت بھی آگ میں جائے گی انہوں نے میرا ہاتھ دبایا اور فرمایا کہ چند روز بعد اس کی سزا تم کو ملے گی۔ راوی کہتے ہیں کہ تیس برس بعد مجھ کو اس کی سزا ملی کہ بہی مصیبت میں گرفتار رہوا۔

حضرت جنید بغدادی رح کا کشف

حکایت (۷۵۳) ابو عمرو بن علوان سے ایک قصہ منقول ہے سب قصہ تو بہت طویل ہے الا[3] اس میں انہوں نے لکھا ہے کہ میں ایک روز نماز پڑھتا تھا اثناء نماز میں میرے دل میں خواہش ابھری اس کی سوچ بہت دیر تک کئے گیا۔ یہاں تک کہ اس سے خواہش لونڈے بازی کی پیدا ہوئی فوراً میں زمین پر گر پڑا اور تمام جسم سیاہ ہو گیا لوگوں کی شرم سے میں تین دن گھر میں چھپا رہا اور بدن کو

---

[1] کوتاہی ۱۲ [2] سزا، عذاب ۱۲ [3] حسن، خوبصورتی ۱۲ [4] مگر ۱۲

صابن سے حمام میں جاکر دھوتا مگر سیاہی بڑھتی گئی۔ تین دن کے بعد رنگ صاف ہوا پھر میں حسب الطلب حضرت جنید بغدادیؒ کے موضع رقعہ سے بغداد کو گیا جب ان کی خدمت میں پہنچا تو فرمایا کہ تجھے شرم نہ آئی کہ خدا کے سامنے کھڑا ہو کر تیرا نفس السیٔ شہوت میں ڈوبا کہ تجھ کو مغلوب کر کے حضوری الٰہی سے نکالدیا گر میں تیرے لئے دعا نہ کرتا اور تیری طرف سے خدا کے سامنے تائب نہ ہوتا تو تو خدا کے سامنے اسی کالے رنگ سے جاتا۔ مجھے بڑا تعجب ہوا کہ حضرت جنیدؒ نے میرا حال کس طرح معلوم کر لیا میں تو رقعہ میں تھا اور آپ بغداد میں تشریف رکھتے تھے۔

زہد دنیا و آخرت کی بادشاہی ہے

حکایت (۷۵۴) ایک شخص نے حضرت محمد بن واسعؒ سے کہا کہ مجھے وصیت فرمایئے آپ نے فرمایا کہ میں وصیت کرتا ہوں کہ دنیا اور آخرت میں بادشاہ رہنا اس نے عرض کیا کہ یہ بات مجھ کو کیسے میسر ہو گی۔ آپ نے فرمایا کہ دنیا میں زہد کو اپنے اوپر لازم کرنا۔

رحم کو اختیار کرو

حکایت (۷۵۵) ایک شخص نے حضرت معاذؓ سے عرض کیا کہ مجھ کو وصیت فرمایئے آپ نے فرمایا کہ اگر تو رحم کیا کرے تو میں تیرے لئے جنت کا کفیل ہوں گویا آپ کو بفراست اس کا سخت دل ہونا معلوم ہو گیا تھا۔ اس لئے رحم کی وصیت کی۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی نصائح

حکایت (۷۵۶) کسی نے حضرت ابو سعیدؓ

لے بلانے کے موافق ۲ے گاؤں کا نام ۳ے عاجز کے توبہ کرنے والا نہ ہوتا ۴ے ذمہ دار ۵ے دانائی نور باطن ۱۲

خدری سے عرض کیا کہ مجھ کو وصیت فرمائیے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ خدا کی خوف اپنے اوپر لازم کر کہ ہر ایک بہتری کی جڑ یہی ہے اور جہاد کرنا اپنے اوپر لازم کر کہ اسلام میں رہبانیت اسی کو کہتے ہیں اور قرآن مجید کو ہمیشہ پڑھا کر کہ وہ تیرے لئے زمین والوں میں نور ہوگا۔ آسمان کے لوگوں میں تیری یاد رہے گی اور بہتر بات کے سوا سکوت اختیار کر کہ اس کے باعث شیطان پر غالب ہو جائیگا۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی نصیحت

حکایت (۵۷) ایک شخص نے حضرت حسنؓ سے پوچھا کہ مجھ کو وصیت فرمائیے آپ نے فرمایا کہ خدا کی بات کی بڑائی کر خدا تعالیٰ تیری عزت کرے گا۔

حضرت لقمانؑ کی اپنے صاحبزادہ کو نصیحتیں

حکایت (۵۸) لقمانؑ نے اپنے بیٹے سے کہا کہ علماء سے اپنے زانو بھڑا مگر ان سے مجادلہ مت کر ورنہ تجھے برا سمجھیں گے اور دنیا میں مقدار قوت بشری رکھ لے اور باقی جو کمائے اُس کو آخرت کے لئے خرچ کر اور دنیا کو بالکل ترک مت کر کہ اپنا بوجھ لوگوں کے ذمہ ڈالے اور اُن کی گردن کا وبال بنے اور روزہ ایسا رکھ جس سے شہوت ناقص ہو ایسا مت رکھ جس سے نماز میں خلل ہو اس لئے کہ نماز روزہ سے افضل ہے۔ اور بیوقوف کے پاس مت بیٹھ اور نہ دوزخی آدمی سے مل۔

باقی حکایات حصہ نہم میں ملاحظہ ہوں (ادارہ نعمانی دیوبند)

---

۱ ترک دنیا ۲ سبب ۳ نصیحت ۴ جھگڑا ۵ انسانی روزی کے بقدر ۶ خواہشات ۷ کم ۱۲

Kaleem-68